ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۸ مارچ ۱۹۵۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

دیکھو یہ ہے روزہ دار

از جناب طالب چاند پوری

بادۂ عرفاں سے سرشار فکرِ تعیّش سے بیزار
بھوکا پیاسا شب بیدار نازک، لاغر، زار و نزار
دیکھو یہ ہے روزہ دار

فکر و نظر ہر غم سے دُور رُخ پہ بشاشت دل پر نُور
آنکھیں روشن اور مخمُور خوش اطوار و خوش گفتار
دیکھو یہ ہے روزہ دار

کیسی غیبت اور دُشنام ہر دم لب پر حق کا نام
خوش آغاز و خوش انجام واقعی جنّت کا حقدار
دیکھو یہ ہے روزہ دار

جاگ کے کاٹی جس نے رات نیند نے کھائی جس سے مات
فخر کے قابل جس کی ذات نفس نے مانی جس سے ہار
دیکھو یہ ہے روزہ دار

جس نے پائی غم سے نجات جس نے سمجھا رازِ حیات
پاکیزہ جس کے جذبات پاکیزہ جس کے افکار
دیکھو یہ ہے روزہ دار

صبر و تحمل جس کی شان حُکمِ خدا پر جو قُربان
ہر مشکل جس پر آسان جس کو نہیں ہے کچھ دشوار
دیکھو یہ ہے روزہ دار

طالب یہ بے تاب و تواں سُن کر جو آوازِ اذاں
لے کر دل میں سوزِ نہاں جاتا ہے دیوانہ وار
دیکھو یہ ہے روزہ دار

(بشکریہ الجمعیۃ دہلی)

ہفت روزہ منظور شدہ محکمہ تعلیم

خدام الدین لاہور

لاہور رجسٹریشن ۲/۱۶۳۲۱
پشاور رجسٹریشن 2481/273.T.B.C
سالانہ چندہ گیارہ روپے
ششماہی چھ روپے
فی پرچہ ۴ر آنے

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

جلد ۳ | ۷ر رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۵۸ء | شمارہ ۴۶

سیاسی رشوت

مغربی پاکستان کی اسمبلی کے موجودہ بجٹ سیشن میں ایک ممبر نے حلفیہ بیان دیتے ہوئے یہ انکشاف کیا ہے کہ ان کو ایک وزیر کی طرف سے ایک ووٹ کی قیمت پچاس ہزار روپیہ نقد اور دس مربع زمین کی پیشکش کی گئی۔ اس کے علاوہ ان کا بیان ہے کہ ان دنوں ان پر ایک جھوٹا مقدمہ چل رہا تھا اور ووٹ کے عوض وہ واپس لینے کا بھی وعدہ کیا گیا۔ لیکن انہوں نے اپنے ووٹ کو کسی قیمت پر بیچنے سے انکار کر دیا۔ ہمارے خیال میں ممبر موصوف اس جرأت پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ممبر موصوف نے اس کے متعلق تحقیقاتی کمیٹی بٹھانے کا بھی مطالبہ کیا ہے۔ حکومت کی طرف سے نہ اس بیان کی تردید کی گئی ہے اور نہ ہی آج تک کوئی وضاحتی بیان شائع ہوا ہے اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ ممبر موصوف کا بیان حقیقت پر مبنی ہے۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہیں۔ کہ آئندہ انتخابات میں ووٹ خریدے جائیں گے۔ گویا کہ حکومت کا بار بار یہ اعلان کرنا کہ انتخابات آزادانہ طریقہ سے ہوں گے۔ حباب بر آب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔

دوسری چیز جو اس بیان سے مترشح ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ برسر اقتدار پارٹی ناجائز ذرائع سے اربوں سنکھوں روپیہ جمع کر کے ووٹ خریدنے کی تیاری کر رہی ہے۔ ان حالات میں انتخابات کا آزادانہ طریقہ سے سرانجام پانا ناممکن ہے۔ ان حالات میں مذہبی جماعتوں پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے انہیں اس کا احساس دلانا ازبس ضروری ہے۔ عوام کو ان کے ووٹ کی قیمت سے آگاہ کرنا اُن کا فرض ہے۔ اُن کے لئے اس موقعہ پر آپس میں اتحاد اور یگانگت بھی ضروری ہے۔ اگر مسلم لیگ اور نیشنل عوامی پارٹی اس کرسیوں کی خاطر اتحاد ہو سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اسلام کے نام پر مختلف مذہبی جماعتیں آپس میں نہ مل سکیں۔ اور اگر مذہبی جماعتیں متحد نہ ہوئیں تو انہیں ہمیشہ تک دستِ حسرت ملنا پڑے گا۔

أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ

دین (اسلام) پر قائم رہو

اور اُس میں پھوٹ نہ ڈالو

(۱۳:۴۲)

سرکاری دفاتر کے اوقات کار

اس سال رمضان کا مبارک مہینہ ۲۲ر مارچ سے شروع ہو کر ۲۰ر اپریل کو ختم ہوگا۔ مارچ اور اپریل کے مہینے موسم گرما میں تصور نہیں ہوتے لیکن ہماری حکومت نے ان مہینوں میں بھی دفاتر کے اوقات کو تبدیل کر کے ہمیں یہ کہنے پر مجبور کر دیا ہے کہ ہمارے وزراء اور افسران حکومت کو احترام رمضان کا کوئی پاس نہیں اور انہوں نے اپنے بنگلوں پر دوپہر کا کھانا کھانے کے لئے اوقات کار میں یہ تبدیلی کی ہے۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں حکومت یا نیم سرکاری اداروں کی طرف سے رمضان المبارک کے احترام کے لئے اپیلیں شائع کرنا بے معنی ہے۔ اگر حکمران طبقہ خود رمضان المبارک کا عملاً احترام کرے تو عوام خود بخود اُن کی پیروی کریں گے اور کسی کو اس مبارک مہینہ کی بے حرمتی کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے برسرِ اقتدار طبقہ اور نوکر شاہی کو شعائر اسلام کی تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مجلسِ ذکر

رمضان المبارک کے مہینہ میں مجلسِ ذکر کا انعقاد نہیں ہوگا۔ اس لئے یہ عنوان ماہ اپریل کے چاروں شماروں میں ہدیہ ناظرین کرام نہیں ہو سکے گا۔ رمضان المبارک کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ۲۴ر اپریل کو مجلس ذکر منعقد ہوگی۔ جس کی روئداد ۲ر مئی ۱۹۵۸ء کے شمارہ میں پیش خدمت ہو سکے گی۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

آپ کا یہ محبوب جریدہ اپنی زندگی کے تین سال پورے کرنیوالا ہے۔ اسکے اجرا کا مقصد صرف تبلیغ دین و اشاعت اسلام ہے۔ روپیہ کمانا مقصود نہیں۔ تین سال کے عرصہ میں باوجود توسیع اشاعت کے نیوز پرنٹ کے کوٹہ سے محروم رہنے کے باعث انجمن کو دوصد روپیہ ماہوار خسارہ برداشت کرنا پڑا ہے۔ انجمن کے اپنے وسائل بھی محدود ہیں۔ اس لئے وہ زیادہ عرصہ تک اس بوجھ کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ ان حالات میں اب یہ امر ناگزیر ہو گیا ہے کہ ہم سالانہ زر اعانت مبلغ گیارہ روپے سے بڑھا کر بارہ روپے اور فی پرچہ چار آنے کی بجائے پانچ آنے کر دیں۔ اس تجویز پر عمل کرنے سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ قارئین کرام اپنی آراء سے ہمیں مستفید فرما دیں۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ سولہ صفحات کے بعض ہفت روزے بارہ روپے سالانہ چندہ وصول کر رہے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں ہم بیس صفحات بارہ روپے میں ہدیہ ناظرین کریں گے۔ ان میں سے اکثر نیوز پرنٹ پر شائع ہو رہے ہیں اور ہمیں کرنافلی کاغذ استعمال کرنا پڑتا ہے۔ جسکی قیمت نیوز پرنٹ سے تقریباً دگنی ہے۔ ان حالات میں ہم مجبور ہیں کہ ہم سالانہ چندہ اور قیمت فی پرچہ میں تھوڑا سا اضافہ کر دیں۔ ہم نیوز پرنٹ کے حصول کیلئے دو سال سے متواتر کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں نیوز پرنٹ کا کوٹہ دلوا دیا۔ تو ہم انشاء اللہ پھر

جمعۃ المبارک مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۵۸ء کا خطبہ گزشتہ شمارہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اس شمارہ میں خطبۂ جمعہ کی بجائے حضرت کی وہ تقریر پیش کی جا رہی ہے جو آپ نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں فرمائی تھی۔ — "ادارہ"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

برادرانِ اسلام اور معزز خواتین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آج کی اس نشست میں میری معروضات کے عنوان کے دو حصے ہیں۔ پہلا ضرورتِ مذہب اور دوسرا اس کے فوائد۔

"ضرورتِ مذہب"

بیان کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے یونیورسٹی گزٹ میں شائع شدہ ایک مضمون میں لکھا ہے کہ "مذہب ایک بناوٹی تصور ہے"، ماخوذ از اسلامی کالوکیم کے بارے میں مجلس تحفظ اسلام کا موقف جو بیان پریس کانفرنس منعقدہ ۲۴ دسمبر ۱۹۵۷ء میں میرے معزز و محترم دوست عبدالستار خان صاحب نیازی نڈر حق گو اور حق پرست نے پڑھا تھا۔ جب اتنے بڑے سرکاری عہدیدار کا مذہب کے متعلق یہ خیال ہے۔ جبکہ وہ حکومت پاکستان کے ایک بہت بڑے تعلیمی ادارے کا کرتا دھرتا بھی ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگائیے۔ کہ تعلیم یافتہ نوجوان پر اس زہریلے فقرہ کا کیا اثر ہو گا۔ انسان تو پہلے ہی آزادی پسند ہے کہ اس کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی جائے جو چاہے کرے۔ جدھر چاہے جائے وائس چانسلر کے اس فقرہ نے خدا جانے کتنے ہزار تعلیم یافتہ نوجوانوں کو گمراہ کر دیا ہو گا۔ اور اگر اس خیالِ باطل کی تردید نہ کی جائے تو خدا جانے یہ زہریلا فقرہ کتنے لاکھ مغربی تعلیم یافتہ نوجوانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر کے بے ایمان بنا جائے گا۔ اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے میں نے اس اسلامی جلسے میں "ضرورتِ مذہب" کے عنوان پر اپنے خیالات کو پیش کرنا ضروری سمجھا ہے اب میں پابندی مذہب کے لئے عقلی دلائل دینا چاہتا ہوں۔

پہلی دلیل

انسان جسم اور روح کے مرکب کا نام ہے۔ جسم زمین سے پیدا شدہ چیزوں سے بنتا ہے۔ مثلاً سبزی۔ ترکاری۔ اناج میوہ جات انسان کھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس میں بالآخر انسان کا بیج (منی) پیدا کرتا ہے جو عورت اور مرد کے وجود میں پیدا ہوتی ہے پھر ان دونوں کی منی کے ملنے سے انسان کا وجود بنتا ہے۔ حمل کے چوتھے مہینے کے پورا ہونے پر یہ انسان کا وجود بن کر مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد روح آسمان سے لائی جاتی ہے اور اس ڈھانچے میں ڈال دی جاتی ہے۔ تب بچہ ماں کے پیٹ میں ہلنے لگ جاتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جسم یہاں کی چیزوں کی پیداوار ہے اور روح عالم روحانیت سے آئی ہوئی ہے۔ جسم چاہتا ہے کہ ہر وقت میری ضروریات کے پورا کرنے میں انسان مصروف رہے اور روح چاہتی ہے کہ میری ضروریات کے لئے بھی وقت کا معتدبہ حصہ نکالا جائے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ دونوں کا خالق اور دونوں ہی کی ضروریات کو پورا کرنے کا کفیل اور ذمہ دار ہے۔ اس لئے اس نے دونوں کے لئے ایک عملی پروگرام آسمان سے بنا کر نازل فرمایا ہے۔ اور وہ قرآن مجید ہے۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ دونوں کی ضروریات پوری کی جائیں مثلاً صبح سویرے اٹھ کر انسان نے نماز فجر ادا کی۔ گویا کہ روحانیت کو غذا کھلا دی گئی۔ جب ناشتہ کا وقت آیا۔ تو جسم نے کہا کہ میرے کھانے کا وقت آ گیا ہے۔ روح نے کہا بے شک کھا لو۔ مجھے کوئی عذر نہیں کام کرتے کرتے تھک گیا۔ تو ذرا آرام کیا۔ اور دوپہر کا کھانا کھایا۔ روح نے کہا کھا لو۔ زوال کے بعد جب رحمت الٰہی کے دروازے کھلے۔ تو روح نے کہا۔ کہ اب میرے کھانے کا وقت آ گیا ہے۔ جسم نے کہا۔ بلاشک نماز پڑھ لو۔ مجھے کوئی عذر نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس سارے دن کی روح یہی ہے کہ دونوں چیزوں کی ضروریات کا لحاظ رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے اس تجویز کردہ پروگرام کے اتباع ہی کا نام مذہب کی پابندی ہے۔

دوسری دلیل

اپنے محسن کے ممنون احسان ہونے کا جذبہ حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے۔ حیوانات میں سے چرندے تو بجائے خود ہے۔ درندوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ مثلاً کتا دراصل ایک درندہ ہے اس کی عادت کو ملاحظہ فرمائیے۔ جب مالک اسے بلاتا ہے تو آواز سنتے ہی اٹھ دوڑتا ہے سوکھے روکھے ٹکڑے کھا کر دن رات مالک کے دروازے کی پاسبانی کرتا ہے۔ آدھی رات کو مالک سفر سے آئے تو اس کے استقبال کے لئے سر جھکاتے دُم ہلاتے ہوئے آتا ہے۔ شیر چڑیا گھر میں پنجرے میں بند ہوتا ہے۔ اور جو شخص اس کو خوراک دیتا ہے۔ جب وہ خادم پنجرے سے باہر کھڑا ہو کر اسے بلاتا ہے تو لیٹا ہوا بھی ہو۔ تو اٹھ کر پنجرے کے ساتھ آ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور وہ خادم اس کی پیٹھ اور سر پر ہاتھ پھیرتا ہے شیر بکری کی طرح چپ چاپ کھڑا رہتا ہے۔ کیا اس درندے کی طرف سے اپنے محسن کا شکریہ نہیں ہے

علیٰ ہذا القیاس انسان میں!

ممنونیت محسن کا جذبہ بدرجہ اتم و اکمل رکھا گیا ہے۔ لہٰذا انسان کا انسانی فرض ہے۔ کہ جس خدا تعالیٰ نے اسے مٹی سے لے کر مختلف طریقوں سے ترتیب دے کر انسانی شکل میں ماں کے پیٹ میں مکمل کر کے اس میں روح ڈال کر ماں کے پیٹ سے زندہ نکالا ہے۔ پھر اسے زندگی کے ہر لمحہ میں اس کی ضروریات کے پورا کرنے کا سامان بہم پہنچایا ہے۔ اس (اللہ تعالیٰ) سے اپنی زندگی کا پروگرام دریافت کرے اور اس کی پوری تابعداری کرے۔ اللہ تعالیٰ کے تجویز کردہ قانون کی تابعداری کرنے کا نام مذہب کی پابندی ہے

تیسری دلیل

عرض یہ ہے انسان کی یہ فطرت ہے۔ کہ جس چیز کی ضرورت محسوس کرتا ہے اس کے حاصل کرنے کی تگ و دو کرتا ہے آپ نے بارہا دیکھا ہو گا کہ نو دس ماہ کی عمر کا بچہ جب گھٹنوں کے بل چلنا سیکھ جاتا ہے تو اسے آپ دیکھیں گے کہ ایک طرف کو چلتا ہے زبان سے کچھ نہیں بولتا مگر اس طرف جانے سے پہلے

اپنا مقصد سوچ لیتا ہے۔ مثلاً کوئی خوبصورت کھلونا اسے نظر آتا ہے۔ اس کو اٹھانے کے لئے جاتا ہے۔ وہ کھلونا پکڑ کے لایا پھر ایک اور چیز دیکھی۔ پھر اس کی طرف چل نکلا۔ علیٰ ہذا القیاس سارا دن گھومتا اور چیزوں کو اٹھاتا پھرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک بے سمجھ بچے کو بھی یہ احساس ہے کہ پہلے مقصد مقرر کرتا ہے۔ پھر قدم اٹھاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس حیوانات میں بھی یہ چیز پائی جاتی ہے کہ جس وقت حیوان کسی طرف جانے کا رخ کرتا ہے تو پہلے اس طرف جانے کا کوئی مقصد ضرور سوچ لیتا ہے۔ مثلاً کہیں سبز گھاس پڑی ہوئی دیکھی اس کے کھانے کے لئے ادھر رخ کر کے جا رہا ہے تو کیا

اللہ تعالیٰ

نے ہر دور اور ہر زمانہ میں یہ کروڑہا انسان ویسے ہی پیدا کئے تھے۔ جن کے پیدا کرنے کی کوئی مصلحت اور کوئی حکمت نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے متعلق یہ خیال کرنا بھی سخت گناہ ہے۔ اس لئے اس خیال باطل کی قرآن مجید میں خود تردید فرمائی ہے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۔ سورہ المومنون رکوع ۶ پ ۱۸

ترجمہ:۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں نکما پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے۔

حاصل

اس اعلان الٰہی کا حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور کے کروڑہا انسانوں کو نکما پیدا نہیں کیا۔ بلکہ ان کے متعلق کوئی کام ضرور تجویز شدہ ہے جب مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔ تو اس کے دل میں ضرور یہ خیال اور جستجو پیدا ہوگی کہ میں اللہ تعالیٰ سے دریافت کروں کہ اے میرے خالق۔ جب تو فرماتا ہے کہ میں نے انسان کو نکما نہیں پیدا کیا۔ تو پھر ارشاد فرمایا کہ

میرے ذمہ کونسا کام ہے

انسان کے اس سوال کا جواب بھی فقط اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔ کیونکہ انسان تو اتنا عاجز ہے کہ اپنے بنی نوع انسان کے دل کی بات کو بھی معلوم نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ دوسرا انسان اپنے منہ سے نہ بتلائے۔ مثلاً ایک آدمی کسی دوست کی دعوت کرتا ہے تو اس سے پوچھتا ہے۔ کہ آپ کی مرغوب طبع کونسی چیز ہے تاکہ وہی پکائی جائے۔ مثلاً بعض آدمی نمکین چیز پسند کرتے ہیں اور بعض کو میٹھی چیز زیادہ مرغوب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مافی الضمیر کا معلوم کرنا بھی اسی پر قیاس کر لیجئے۔ کہ جب تک وہ خود نہ بتلائے کہ میں نے کس کام کے لئے انسان کو پیدا کیا ہے انسان اپنے اس مقصد حیات کو نہیں پا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو مقصد حیات سمجھانے کے لئے قرآن مجید نازل ہوا ہے۔

چوتھی دلیل

دنیا کے تمام انسان جو خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ انسان کی دو زندگیاں ہیں ایک وہ جو اب اس جہان میں بسر کر رہا ہے اور دوسری وہ جو مرنے کے بعد پیش آنے والی ہے۔ لہٰذا انسان کی خیر خواہی یا انسان کی صحیح راہ نمائی وہی کر سکتا ہے۔ جس کی انسان کی دونوں زندگیوں پر نظر ہو اور وہ فقط اللہ تعالیٰ ہی ہو سکتا ہے۔ یا اس کے بعد اس کی طرف سے بھیجے ہوئے انبیاء علیہم السلام ہی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ہمارے رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام بہشت اور دوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آئے ہیں ان دو کے سوا دوسرے راہنما

سب فیل ہوں گے

آج کل دیکھ لیجئے دنیا میں امپیریلزم کمیونزم۔ سوشلزم کا طوطی کئی ملکوں میں بول رہا ہے۔ مگر کیا کسی ازم میں انسان کی دوسرے جہان کی زندگی پر بھی نظر ہے اور کیا ان ازموں کو چلانے والوں کو یہ خبر ہے کہ مرنے کے بعد کیا حالات پیش آنے والے ہیں۔ تاکہ انسانوں کے لئے ایسا پروگرام بنائیں۔ جو کہ بعد از موت پیش آنے والے حالات سے بھی انسان عہدہ برآ ہو سکے۔ اور کیا کوئی دنیا کا فلاسفر یا سائنسدان موت کے بعد پیش آنے والے حالات کے لئے کوئی راہنمائی کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ لہٰذا

ثابت ہو گیا

کہ انسان کی تمام پیش آنے والی ضرورتوں کو سامنے رکھ کر فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی راہنمائی کر سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی پیغمبرؐ کی زبان مبارک ہی سے انسان تک پہنچے گی۔ اسی راہ نمائی کے لئے

قرآن مجید نازل ہوا ہے

اس دعویٰ کے متعدد ثبوت

پہلا

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ط) الآیۃ سورۃ الانعام رکوع ۱۱ پارہ ۷۔

ترجمہ:۔ اور یہ کتاب جسے ہم نے اتارا ہے برکت والی ہے۔ ان کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں اور تاکہ تو مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے

دوسرا

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝) سورہ یوسف رکوع ۱ پارہ ۱۲

ترجمہ:۔ یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں تمہارے سمجھنے کے لئے نازل کیا ہے۔

تیسرا

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝) سورۃ الانبیاء رکوع ۱ پارہ ۱۷۔

ترجمہ:۔ البتہ تحقیق ہم نے تمہارے پاس ایسی کتاب بھیجی ہے۔ جس میں تمہاری نصیحت ہے کیا پس تم نہیں سمجھتے۔

چوتھا

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

سورۃ العنکبوت رکوع ۵ پارہ ۲۱۔

ترجمہ: کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں۔ کہ ہم نے تجھ پر کتاب نازل کی جو ان پر پڑھی جاتی ہے بے شک اس میں رحمت ہے اور ایمان والوں کے لئے نصیحت ہے۔

چار ثبوتوں کا حاصل

قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے کے قرآن مجید ہی میں سے اور بھی کئی ثبوت پیش کئے جا سکتے ہیں۔ مگر میں انہیں چار پہ اکتفا کرتا ہوں۔

قرآن مجید کی خصوصیت

قرآن مجید ہی کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے منزل من اللہ ہونے کے کئی ثبوت خود اس کے اندر ہی سے مل سکتے ہیں۔ آج دنیا کی سطح پر کوئی ایسی کتاب موجود نہیں ہے جس میں یہ دعوےٰ کیا گیا ہو۔ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہوں مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے جو اور کسی قوم پر نہیں ہے۔

قرآن مجید کے متعلق غیر مسلموں کی رائیں

پہلی ڈاکٹر مورلیس

جو فرانس کا نامور اہل قلم اور ماہر علوم عربیہ کا ہے۔ جس نے گورنمنٹ فرانس کے حکم سے فرانسیسی زبان میں

قرآن مجید کا ترجمہ کیا تھا۔ اور لا بارول فرانسس رومان میں شائع ہوا تھا۔ ایک اور فرانسیسی مترجم قرآن موسیو سالمان ریناش کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ قرآن مجید کی ایسی تعریف جس میں کوئی نقصان نہ نکل سکے۔ وہ باعتبار اس کی فصاحت، وبلاغت کے ہے کہ جس کی وجہ سے تیس چالیس کروڑ آدمی فخر کر رہے ہیں وہ فضیلت یہی ہے کہ خوبی مقاصد اور خوش اسلوبی مطالب کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ بلکہ ازلی عنایت قدرت نے جو کتابیں تیار کیں۔ ان سب میں انسان کے لئے یہ کتاب بہترین کتاب ہے۔ اس کے نغمہ انسان کی بھلائی کے متعلق یونانی فلاسفہ کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں۔ اس میں خالق آسمان وزمین کی حمد وثنا بھری ہوئی ہے اور عظمت خدا اس کے ہر حرف سے ٹپکتی ہے۔ قرآن علماء کے لئے ایک علمی کتاب لغت کے شائقوں کے لئے لغات کا ذخیرہ شاعروں کے لئے عروض کا مجموعہ۔ شرائع اور قوانین کا ایک عام انسائیکلوپیڈیا (مخزن علوم) ہے یہی سبب ہے کہ اعلیٰ طبقہ کے مسلمانوں میں جس قدر علم کی ترقی ہوئی ہے۔ اور قرآن کے حقائق معلوم ہوتے جاتے ہیں۔ اسی قدر قرآن کی محبت اور تعظیم ان کے دلوں میں بڑھتی جاتی ہے اس کی فصاحت اور بلاغت کے بے مثل اور جامع علوم ہونے پر بڑی دلیل یہ ہے کہ بڑے بڑے انشا پردازوں اور شاعروں کے سر اس کے آگے جھک جاتے ہیں۔ اس کے عجائبات جو روز بروز نئے نئے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اس کے اسرار بے شمار کو دیکھ کر بڑے بڑے ناظم و ناشر سر جھکاتے نظر آتے ہیں۔ موسیو ریناش کو اگر اسلامی دنیا کے ساتھ کبھی کافی واقفیت کا موقعہ ملتا۔ تو بہت جلد جان لیتا کہ مسلمانوں کا روشن خیال طبقہ مذہبی آداب اور احکام کا نہایت پابند ہے اور نئی نسل کا ہر فرد اور مدارس کے تمام لڑکے اس صحیفہ مقدس کی توہین میں ایک لفظ سننے کے بھی متحمل نہیں ہوتے اور سچ یہ ہے۔ کہ ان کو ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ وہ اپنی نمایاں تر حیثیت سے تمام آسمانی کتابوں پر ترجیح رکھتی ہے۔ چنانچہ بجز قرآن کے کوئی آسمانی کتاب ایسی نہیں کہ جس کی سند متصل اس کے لانے والے تک کوئی بتا سکے اور جو مخزن ضروریات دینی و دنیوی مسلمانوں کے نزدیک ہو رمؤلف مقدمہ مذا کہتا ہے۔ چنانچہ ہم قرآن ہی نہیں بلکہ قرآن اور اکثر ان کتابوں کی جن کا ماخذ قرآن ہے۔ تفصیل وار سندیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تحریر کر چکے ہیں اور یہ بھی بتا چکے ہیں کہ قرآن تمام ضروریات انسانی اور بے گنتی علموں کا ماخذ ہے، ریناش نے قرآن کے متعلق اگر اپنی غلطیوں کی صحت کر لی۔ تو خیالات کے روشن کرنے اور تاریکی تعصب کے گھٹانے میں قرآن سے اس کو بڑی مدد مل سکتی ہے (لہذا ہماری نئی نسل کے مسلمان انگریزی خواں اور نئی روشنی والوں کو ہمارے اس مقدمہ اور ڈاکٹر موریس کے کلام کو بغور دیکھنا چاہیئے

فرانس کے اس نامور اہل قلم نے

قرآن مجید

میں پندرہ خوبیاں گنوا دی ہیں!

ڈاکٹر سٹین گاس

نامور مؤلف انگریزی عربی اور عربی انگریزی ڈکشنری کے قرآن کی تعریف میں جو کچھ طویل تقریر لکھتے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے۔ لذلف کریل کہتا ہے قرآن [۱] عقائد واخلاق اور ان قوانین کا جو اس پر مبنی ہیں ایک مکمل مجموعہ ہے اس میں [۲] ایک وسیع جمہوریت کے تمام آئین داصول کے لئے رہنمائی اور ہدایت کے لئے [۳] انصاف اور عدالت کے لئے فوجی نظام اور ترتیب کے لئے انتظام [۴] مالی کے لئے غربا پروری کے لئے نہایت [۵] محتاط قانون سازی کے لئے محکم بنیادیں رکھی گئی ہیں۔ اور تمام بنیادوں کا سنگ بنیاد وجود خالق مخلوقات پر اعتقاد رکھتا ہے۔ جس کے قبضے میں تمام آدمیوں کی قسمت کی باگ ہے۔

"اس انگریز مصنف نے قرآن مجید"

میں چھ خوبیاں بیان کی ہیں

جارج سیل

مترجم قرآن کا متعصب اور نکتہ چین قرآن کریم کے متعلق اس طرح لکھتا ہے [۱] قرآن کریم بے شبہ زبان کی بہتر اور مستند کتاب ہے۔ جیسا سچے [۲] مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ کوئی انسان ایسی معجز کتاب [۳] نہیں لکھ سکتا۔ فی الواقع یہ [۴] ایک مستقل معجزہ ہے مردوں کے زندہ کرنے سے ہزاروں [۵] درجہ بڑھ کر معجزہ ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن نے اس وقت میں جب ملک عرب میں ہزاروں فصیح بلیغ ناظم ناشر موجود تھے۔ ڈنکے کی چوٹ پہ چیلنج دیا تھا کہ تم سے کوئی شخص ایک [۶] ہی آیت قرآن کی آیت جیسی پیش کر دے۔ مگر کوئی نہ پیش کر سکا زمانہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام شاعروں سے بڑھ کر فصیح وبلیغ شاعر لبید ابن ربیعہ تھے جنہوں نے ایک نظم بغرض مقابلہ خانہ کعبہ کے دروازہ پر لٹکا دی تھی۔ جس کا مقابلہ کوئی شاعر نہ کر سکا لیکن جب اس کے پاس ہی قرآن کریم کی چند آیتیں لٹکائی گئیں۔ لبید اس کی فصاحت وبلاغت سے حیران ہو کر بے اختیار بت پرستی چھوڑ کر قرآن پر ایمان لے آئے۔ اور کہدیا کہ ایسے الفاظ سوائے پیغمبر کے کسی منہ سے نہیں نکل سکتے۔

ریونڈ آر میکسویل کنگ

اپنی تقریر منعقدہ ۱۷ جنوری ۱۹۱۵ء کو قدیم پریسبائیٹرین چرچ نیو ٹونارڈز میں کی تھی بیان کرتے ہیں کہ اسلام کی آسمانی کتاب قرآن [۱] ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الہامات کا مجموعہ ہے۔ اس میں فقط مذہب اسلام کے اصول [۲] اور قوانین ہی مندرج نہیں ہیں بلکہ تعلیم [۳] اخلاق کاروبار روزانہ کے متعلق ہدایتیں اور قوانین بھی ہیں اس میں ماں باپ کے ساتھ محبت [۴] رکھنے اور تعظیم [۵] کرنے اور بیوی [۶] کے ساتھ محبت وشفقت کرنے پر پورا زور دیا گیا ہے۔ اس کے پیروں کا حسن اخلاق قابل تعریف ہے۔ پیروی احکام خدا اور رسول ان کا طرز عمل ہے۔ رضا وتسلیم اور اپنے تمام کاموں کو خدا کے سپرد کر دینا ان کی مذہبی زندگی ہے قرآن کے پیرو صداقت دوست۔ انصاف پسند۔ لین دین کے کھرے اور عہد کے پکے ہوتے ہیں۔ اکثر کہا جاتا ہے کہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ سب توریت اور انجیل وغیرہ سے لیا گیا ہے۔

مگر میرا ایمان ہے کہ اگر الہام کا وجود ہے تو دنیا میں قرآن شریف ضرور الہامی کتاب ہے عیسائی کہتے ہیں کہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف کردہ کتاب ہے لیکن اگر یہ بات سچ ہوتی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی کتاب کے لکھنے کی کیا ضرورت تھی کہ اپنے آپ کو خود ہی ملامت کرتے۔ اور پھر اس ملامت کو ہمیشہ کے لئے قرآن میں رہنے بھی دیتے۔

جدید تعلیم یافتہ مسلمان

نوجوانوں کے لئے عبرت کا مقام

ہے کہ فرانسیسی اور انگریز مصنفین نے ہمارے قرآن مجید کو الہامی کتاب مان کر ۲۴ خوبیاں بیان کی ہیں اور اپنے بیانات میں ظاہر کیا ہے کہ قرآن مجید میں ہر شعبہ حیات کے لئے بہترین راہنمائی موجود ہے

دُعا

اے اللہ میرے مسلمان نوجوان کو بھی قرآن مجید کے متعلق یہ عقیدت عطا فرما تاکہ صحیح طور پہ اصلی کھرا اور سچا مسلمان ہو جائے

یہودیوں اور عیسائیوں کی موجودہ آسمانی کتاب

"کتاب مقدس" خدا تعالیٰ کی طرف سے ہرگز نہیں

اسلئے کہ اس میں (نعوذ باللہ) بعض انبیا علیہم

السلام کو زانی ثابت کیا گیا ہے۔ اور (نعوذ باللہ) زنا بھی بیٹیوں کے ساتھ اور (نعوذ باللہ) زنا بھی شراب پی کر۔ اس کردار کا آدمی صالح نہیں ہو سکتا

چہ جائیکہ اسے پیغمبر مانا جائے۔ یہود و نصاریٰ نے اپنے مذہب میں کھچڑی پکائی ہوئی ہے۔ کہ نبی بھی رہے اور زنا بھی کرے۔ اس بہتان کا ثبوت ان کی مذہبی کتاب "کتاب مقدس" کے حوالہ سے سنئے۔

"اور لوط ضغر سے اپنی دونوں بیٹیوں سمیت نکل کر پہاڑ پر جا رہا۔ کیونکہ ضغر میں رہنے سے اسے دہشت ہوئی اور وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگیں۔ تب پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے۔ اور زمین پر کوئی مرد نہیں۔ جو تمام جہان کے دستور کے موافق ہمارے پاس اندر آئے۔ آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم بستر ہوں۔ تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو مے پلائی اور پلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی۔ پر اس نے اس کے لیٹتے اور اٹھتے وقت اسے نہ پہچانا اور دوسرے روز ایسا ہوا کہ پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی آؤ آج رات بھی اس کو مے پلائیں اور تو بھی جا کے اس سے ہم بستر ہو کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو اس رات کو بھی انہوں نے اپنے باپ کو مے پلائی۔ اور چھوٹی اٹھ کر اس سے ہم بستر ہوئی اور اس نے اس کے لیٹتے اور اٹھتے وقت اسے نہ پہچانا۔ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں۔ اور بڑی ایک بیٹا جنی اور اس کا نام موآب رکھا۔ اور وہ موآبیوں کا جو اب تک ہیں باپ ہوا۔ اور چھوٹی بھی ایک بیٹا جنی اور اس کا نام ابن عمی رکھا۔ وہ بنی عمون کا جو اب تک ہیں باپ ہوا" (کتاب پیدائش صفحہ ۱۶ باب ۱۹ درس ۳۰ تا ۳۸)

کتاب مقدس میں ہے کہ جھوٹ بول کر بھی اپنے مذہب کی اشاعت کرنی جائز ہے۔ مسلمان اس نظریہ کو ہرگز نہیں مان سکتا اور نہ ہی اس امر کا بین ثبوت ہے کہ اہل کتاب کی "کتاب مقدس" آسمانی کتاب نہیں ہو سکتی کیا حق کی حمایت کے لئے سچے دلائل نہیں مل سکتے "کتاب مقدس" کا اعلان ملاحظہ ہو۔

"اگر ہماری ناراستی خدا کی راستبازی کی خوبی کو ظاہر کرتی ہے تو ہم کیا کہیں؟ کیا یہ کہ خدا بے انصاف ہے۔ جو غضب نازل کرتا ہے (میں یہ بات انسان کی طرح کہتا ہوں) ہرگز نہیں ورنہ خدا کیونکر دنیا کا انصاف کرے گا۔ اگر میرے جھوٹ کے سبب سے خدا کی سچائی اس کے جلال کے واسطے زیادہ ظاہر ہوئی۔ تو پھر کیوں گنہگار کی طرح مجھ پر حکم دیا جاتا ہے" (رومیوں یہ (اناجیل میں ہے) باب ۳ درس ۵ تا ۷

(۳)

"کتاب مقدس" آسمانی کتاب نہیں ہے اس کے لئے تیسرا ثبوت یہ ہے اس میں اعلان ہے کہ اس مذہب کی تبلیغ بڑے اہل کتاب کے اور کسی قوم میں نہ کی جائے۔ کیا یہ بات عقل میں آ سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے انسانوں کی راہ نمائی کے لئے ہدایات کا مجموعہ نازل فرمائے اور پھر قید لگا دے کہ فلاں قوم کو سنانا۔ اور فلاں کو نہ سنانا۔

"کتاب مقدس" کی عبارت ملاحظہ ہو

"ان بارہ کو یسوع نے بھیجا۔ اور انہیں حکم دے کے کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا" باب ۱۰ درس ۵ انجیل متی)

خدا تعالیٰ انسان کو پیدا کرنے کے بعد پچھتایا

کتاب مقدس کی عبارت ملاحظہ ہو۔ اور خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اس کے دل کے تصور اور خیال روز بروز صرف بد ہی ہوتے ہیں۔ تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا۔ اور نہایت دلگیر ہوا۔ اور خداوند نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا روئے زمین سے مٹا ڈالوں گا۔ انسان کو اور حیوان کو بھی اور کیڑے مکوڑے اور آسمان کے پرندوں تک کیونکہ میں ان کے بنانے سے پچھتاتا ہوں۔ کتاب پیدائش صفحہ ۵ باب ۶ درس ۵

نتیجہ

کیا اس عبارت میں اللہ تعالیٰ کی توہین نہیں ہے کہ انسان کے پیدا کرنے کے بعد پچھتایا۔ اس سے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ نہیں ہے۔ اور کیا جس کتاب میں اللہ تعالیٰ کی یہ توہین ہو آسمانی ہو سکتی ہے۔

مذکورۃ الصدر دلائل سے ثابت ہو گیا

کہ موجودہ وقت میں سطح دنیا پر سوائے قرآن مجید کے اور کوئی آسمانی کتاب موجود نہیں ہے۔

جدید تعلیمیافتہ طبقہ کے مقتدائے اعظم مسٹر جناح مرحوم کا قرآن مجید کے متعلق

اعلان

قائد اعظم نے ۱۹۴۷ء میں مسٹر گاندھی کو لکھا تھا "قرآن مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے۔ اس میں مذہبی اور مجلسی دیوانی اور فوجداری عسکری اور تعزیری معاشی اور معاشرتی غرضیکہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں۔ مذہبی رسوم سے لے کر روزانہ کے امور حیات تک روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق و فرائض تک دنیوی زندگی میں جزاء و سزا سے لے کر عقبیٰ کی جزاء و سزا تک ہر فعل و قول اور حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے"

اے تعلیمیافتہ نوجوان

قائد اعظم مسٹر جناح کے اعلان

کو آنکھیں کھول کر بار بار پڑھ

کیا اس مرحوم کا اعلان تمہیں نہیں کہہ رہا کہ تیری دنیا و آخرت کی ہر قسم کی راہنمائی قرآن مجید میں موجود ہے۔"

اتمام حجت

فقط حکام سلطنت پاکستان کو قرآن مجید بلا معاوضہ پڑھانے کی پیشکش

میرے پاکستان کے معزز حکام یہاں تک مجھے معلوم ہے آپ میں سے ایک شخص بھی علمی طور پر قرآن مجید کے متعلق ان خیالات کی تصدیق کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ جن کا اعلان قائد اعظم مرحوم نے کیا ہے۔ لہٰذا میں (احقر الانام احمد علی مقیم دروازہ شیرانوالہ لاہور) انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو قرآن مجید پڑھانے کی مفت خدمت انجام دینے کے لئے تیار رہوں۔ لاہور والے حکام لاہور جماعت بنا لیں اور اس کے بعد کراچی والے حکام مجھے وہاں بلا لیں انشاء اللہ تعالیٰ ایک پیسہ بھی آپ سے معاوضہ نہیں لوں گا۔ البتہ تعلیم کے متعلق بعض اور ضروری شرائط بعد میں طے ہو جائیں گی۔

یہ پیشکش کیوں

کی جا رہی ہے تاکہ آپ لوگ جو پاکستان میں برسر اقتدار ہیں۔ قیامت کے دن قرآن مجید کی مخالفت کرنے کے جرم میں پکڑے جانے کے وقت یہ عذر نہ کر سکیں کہ اے اللہ ہمیں تیرے کسی بندے نے تیرے قرآن مجید کے متعلق راہ نمائی نہیں کی تھی۔

آج سطح دنیا پر سوائے اسلام کے

اور کوئی آسمانی مذہب زندہ نہیں ہے

ہمارا دعویٰ ہے کہ آج سطح دنیا پر سوائے اسلام کے اور کوئی آسمانی مذہب زندہ نہیں ہے آسمانی مذہب کے لوازمات میں سے یہ چیز ہے کہ اس میں نمبر اول اللہ تعالیٰ کو ذات اور صفات کے لحاظ سے وحدہٗ لاشریک ہونے کی تلقین کی جائے

اسی کسوٹی پر جب ہم دُنیا کے موجودہ بڑے بڑے مذاہب کو پرکھتے ہیں۔ تو سوائے اسلام کے باقی سب کھوٹے ثابت ہوتے ہیں آج کل دُنیا میں تین قومیں اپنے اپنے مذہب کے آسمانی ہونے کے دعویدار ہیں۔ اندرون ہند میں ہندو اور بیرون ہند میں نمبر اوّل نصرانی اور نمبر دوم یہودی۔ اب ہم مسئلہ توحید میں ان تینوں مذاہب کا پوسٹ مارٹم کرتے ہیں۔

ہندو مذہب

میں آپ کو معلوم ہے کہ مورتی پوجا کا رواج عام ہے۔ مندروں میں جا کر دیکھ لیجئے کوئی رام کی مورتی کے سامنے ماتھا ٹیک رہا ہے۔ کوئی کرشن کی مورتی کے سامنے ماتھا ٹیک رہا ہے۔ کوئی مہاتما بدھ کی مورتی کے سامنے ماتھا ٹیک رہا ہے۔ عقیدہ یہ ہے کہ پرماتما یا پرمیشر کا ان بزرگ بزرگوں کے وجود میں حلول ہو گیا تھا۔ اس لئے ہم اگرچہ بظاہر مورتی کے سامنے ماتھا ٹیک رہے ہیں۔ مگر در اصل پرمیشر کی پوجا کر رہے ہیں۔ بہر حال یہ تو انسان کی تاویل ہے۔ جو ان کے دل میں ہے بظاہر دیکھنے والا تو اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ لوگ مختلف بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔

یہودیوں اور عیسائیوں کے مذاہب

میں بھی خالص توحید کا نور نہیں ہے قرآن مجید سے بڑھ کر اور کوئی سچی شہادت نہیں ہوتی۔ قرآن مجید میں قالت الیھود عزیر بن اللّٰہ کو قالت النصاری المسیح ابن اللّٰہ (سورہ رکوع ۔۔ پ ۔۔) ترجمہ یہودی کہتے ہیں کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور نصرانی کہتے ہیں کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے اس عقیدہ کا حاصل یہ نکلے گا۔ کہ محض اللہ تعالیٰ کی ذات کی پرستش یہ لوگ نہیں کریں گے۔ جو کہ خیال و گمان سے بھی بالاتر ہے اور جو تمام اُن صُورتوں سے بالاتر ہے۔ جو ہمارے ذہنوں میں آ سکتی ہیں۔ لہذا یہ لوگ بھی براہ راست خدا کے پجاری نہیں ہوسکیں گے

آسمانی کتاب کے سوا کوئی مذہب زندہ نہیں رہ سکتا۔ سوائے مسلمان کے اور کسی قوم کے پاس آسمانی کتاب موجود نہیں ہے لہذا دنیا میں زندہ رہنے

کا حق فقط اسلام کو ہے۔
ہاتھ کنگن کو آرسی کی ضرورت نہیں ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق قرآن مجید کا پاکیزہ تصوّر

اس جیسا اور کوئی نہیں

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا یَذْرَؤُکُمْ فِیْهِ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (سورہ الشوریٰ رکوع ۲ پ ۲۵)

وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اسی نے تمہاری جنس سے تمہارے لئے جوڑے بنائے اور چارپایوں کے بھی جوڑے بنائے۔ تمہیں زمین میں پھیلاتا ہے۔ کوئی چیز اس کی مثل نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اسے کوئی نہیں دیکھتا اور وہ سب کو دیکھتا ہے

لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ (سورہ الانعام رکوع ۱۳ پ ۷) ترجمہ اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے اور وہ نہایت باریک بین خبردار ہے۔

وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے

مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا اَدْنٰی مِنْ ذٰلِکَ وَلَا اَکْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَیْنَ مَا کَانُوْا ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (سورہ المجادلہ رکوع ۱ پ ۲۸) ترجمہ۔ جو کوئی مشورہ تین آدمیوں میں ہوتا ہے۔ تو وہ چوتھا ہوتا ہے اور جو پانچ میں ہوتا ہے۔ وہ چھٹا ہوتا ہے اور خواہ اس سے کم کی سرگوشی ہو یا زیادہ کی۔ مگر وہ ہر جگہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر انہیں قیامت کے دن بتائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے۔ بیشک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے

الحمدللہ مذہب کی ضرورت پر کافی عقلی اور نقلی دلائل دے چکا ہوں۔ اب مذہب کے فوائد عرض کرنا چاہتا ہوں

مذہب کی پابندی کے فوائد

پہلا

بحیثیت انسان ہونے کے سب انسان مساوی ہیں۔ اسلام میں کسی ملک کا باشندہ ہونے یا کسی خاندان میں پیدا ہونے یا کسی رنگ کے لحاظ سے کسی انسان کو دوسرے پر فوقیت نہیں ہے۔

پہلا ثبوت

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

ترجمہ:۔ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں۔ تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ سب انسان ایک ہی ماں باپ کی نسل ہیں۔ اس لئے نسلی طور سے کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے۔ ہاں فضیلت کا معیار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو زیادہ ڈرنے والا ہو اس شخص سے بلند مرتبہ رکھتا ہے۔ جو نہیں ڈرتا۔ مثلاً ایک مزدور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر پانچ وقت روزانہ نماز پڑھتا ہے اور رمضان شریف کے روزے بھی رکھتا ہے۔ یہ ٹوکری اٹھانے والا مزدور ایک بہت بڑے زمیندار یا کروڑپتی والے تاجر یا ایک ملک کے بادشاہ سے بارگاہ الٰہی میں معزز ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے آزاد اور خواہشات نفسانی کے دلدادہ ہیں۔ بلکہ شریعت میں اس مزدور کو مسلم کے لفظ سے یاد کیا جائے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار اور ان تین قسم کے اشخاص کو شریعت محمدیہ میں مسلم کے لفظ سے یاد نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ فاسق کے نام سے تعبیر کیا جائے گا۔ فاسق کا ترجمہ اُردو زبان میں بدمعاش کا ہے۔

دُوسرا ثبوت

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (سورۃ الحجرات رکوع ۱ پارہ ۲۶)۔ ترجمہ۔ بیشک

(سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں)

تیسرا ثبوت

دربارِ نبوی سے تمام انسانوں میں مساوات کا اعلان

فتح مکہ معظمہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَظُّمَهَا بِالْآبَاءِ النَّاسُ مِنْ آدَمَ وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ (ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ سورہ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶۔ اے جماعت قریش۔ خدا نے تمہاری جاہلانہ نخوت (تکبر اور غرور) آباؤ اجداد پر اترانے کا غرور آج توڑ دیا (سچ تو یہ ہے) کہ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنایا گیا تھا۔ خدا فرماتا ہے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور گوت قبیلے سب پہچان کے لئے بنا دیئے ہیں اور خدا کے ہاں تو اسکی زیادہ عزت ہے جس میں تقویٰ زیادہ ہے۔

روزانہ پانچ وقت کی نمازوں میں مساوات کا ثبوت

مسجد میں جو شخص پہلے آئے وہ پہلی صف میں بیٹھتا ہے۔ خواہ کتنا ہی غریب کیوں نہ ہو اور جو دیر سے آئے وہ دوسری صف میں بیٹھتا ہے جو اس سے زیادہ دیر کرکے آئے وہ تیسری صف میں بیٹھتا ہے اس صف بندی میں گورے یا کالے، امیر یا غریب رعایا یا بادشاہ میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔

واقعی اسلام خدائی مذہب ہے

مذکورۃ الصدر امتیاز کے اٹھائے جانے سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی مذہب اسلام خدائی مذہب ہے۔ جتنے انسان اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں اسکی نظر میں بحیثیت انسان ہونیکے سب برابر ہیں۔ جس طرح ماں کی نظر میں اسکے سب بچے مساوی ہوتے ہیں۔ خواہ کوئی گورا ہو یا کالا۔ کوئی فصیح بولی بولنے والا ہو اور کوئی گونگا ہو۔ کوئی سننے والا ہو اور کوئی بہرہ ہو۔

تہذیب کے بہت بڑے علمبردار

انگریز کے ہاں یہ چیز نہیں تھی۔ لوئر چین عیسائیوں کے گرجے الگ تھے اور جن ہندوستانیوں کو عیسائی بناتے تھے۔ ان کے گرجے الگ تھے اس سے معلوم ہوا کہ ان کی عبادتگاہوں میں بھی خدا کا قانون رائج نہ تھا۔

لندن میں پیدا ہونیوالے

بچے اور لندن سے باہر کسی دوسرے ملک میں پیدا ہونے والے میں حقوق کا فرق تھا۔ خواہ اس کے ماں باپ بھی لندن ہی کے باشندے ہوں۔ اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ انگریز افسر جب عورت کے وضع حمل کے دن قریب ہوتے تھے۔ تو بیوی کو لندن بھیج دیتے تھے تاکہ بچہ وہاں پیدا ہو۔ کیونکہ وہاں کے پیدا ہونے والے کے حقوق زیادہ ہوتے تھے۔

دوسرے بڑے تہذیب کے علمبردار

امریکہ کو دیکھ لیجیئے کہ وہاں سیاہ فام حبشیوں کے بچوں کو سکولوں میں امریکنوں کیساتھ پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاتی کہ یہ کالے ہیں اور خدا جانے کتنے ہزاروں حبشیوں کو امریکہ میں قتل کیا گیا ہے کہ یہ ہم جیسے انسان نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کالے لوگوں کو گوروں کے ملک میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے

سبحان اللہ

یہ اسلام ہی ہے جس میں\
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز\
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

ہندوؤں میں بھی ذات پات کا سوال تھا

ہندوؤں نے انسانوں کی تین قسمیں کی ہوئی تھیں۔ برہمن۔ کھتری۔ شودر۔ برہمن اور کھتری تو اصلی انسان تھے اور شودر ان کی خدمت کے لئے۔ انسانی شکل میں ان کے خادم پیدا کر دیئے گئے۔

دوسرا فائدہ

اخلاق کی اصلاح

مذہب انسان کے اندر اخلاق حمیدہ پیدا کرتا ہے اور بد اخلاقی سے اپنی تعلیم و تربیت کے زور سے بچا لیتا ہے

مثلاً

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ أَزْكٰى لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ (الایۃ) سورۃ النور رکوع ۴ پ ۱۸۔ ترجمہ۔ ایمان والوں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں۔ یہ ان کے لئے بہت پاکیزہ چیز ہے۔ بیشک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں اور ایمان والیوں سے کہدو کہ اپنی نگاہیں بھی نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔

نگاہ نیچی اور شرمگاہ کی حفاظت

برادران اسلام یہ قاعدہ ہے کہ جو کاریگر کسی مشین کو بناتا ہے۔ اسے اُس مشین کے ہر پرزے کے عمل کا پتہ ہوتا ہے کہ یہ کیا کرتا ہے اور یہ کیا کرتا ہے۔ ہر انسان جانتا ہے کہ انسان کی مشین کے پرزے اللہ تعالیٰ نے ماں کے پیٹ میں بنائے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ نگاہ نیچی رکھیں اور شرمگاہ کی حفاظت کریں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مرد اور عورت نے اپنی اپنی نگاہوں کو نیچے نہ رکھا بلکہ دونوں نے ایک دوسرے کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا تو بعض اوقات مرد کے دل میں عورت کے متعلق بدی کا خیال پیدا ہوگا۔ اور بعض اوقات عورت کے دل میں مرد کے متعلق بدی کا خیال پیدا ہوگا۔ لہٰذا خواہ کسی کی طرف سے ہو بالآخر نگاہ کی برائی سے شرمگاہ کی برائی تک نوبت پہنچ جائیگی

اس حکم الٰہی کی تعمیل سے بدی کا خیال تک نہیں آئیگا

برادران اسلام غور سے سنیئے اگر ایک محلے اور ایک گلی میں ایک لڑکا اور لڑکی پیدا ہو۔ جوانی کے آثار نمودار ہوتے ہی اس قانون الٰہی پر دونوں عمل کریں۔ دونوں راستہ اور گلی میں گزرتے وقت نگاہ نیچی کرکے چلیں ابھی ایک دوسرے سے دور ہی تھے اور مرد کو شبہ پڑ گیا کہ سامنے سے کوئی عورت آرہی ہے اور اس نے اپنی نگاہ اور زیادہ زمین کی طرف کر لی اس عورت کے پاس سے گزرتے وقت اس مرد کو عورت کی شکل و شباہت کا کچھ علم نہیں ہوا کہ گوری ہے یا کالی۔ آنکھوں میں سرمہ یا کاجل ہے یا نہیں منہ صاف ہے یا اس پر چیچک کے بدنما داغ ہیں ہونٹوں پر سرخی ہے یا نہیں۔ علی ہذا القیاس وہ عورت جس کے سامنے سے وہ مرد گزرا ہے۔ اس نے بھی اپنی نگاہ نیچی رکھی۔ مرد کے متعلق اسے کچھ نہیں معلوم ہو سکا کہ گورا ہے یا کالا ہے۔ دونوں آنکھیں سلامت ہیں یا ایک آنکھ سے کانا ہے۔ سر پر ٹوپی ہے یا مشہدی لنگی۔ غرضیکہ جوانی کی ہوش سنبھالتے ہی یہ دونوں مرد اور عورت اللہ تعالیٰ کے خوف کے باعث اس کے حکم کی تعمیل کرتے رہتے ہیں خواہ یہ لڑکا دادا بھی ہو جائے اور لڑکی نانی بھی ہو جائے انشاء اللہ تعالیٰ آخر عمر تک دونوں کی عصمت محفوظ رہیگی۔ اور دونوں کے دامن پر کبھی کوئی برائی کا داغ نہیں لگے گا۔ یہ ایک خدائی قانون (جسے مذہب کہا جاتا ہے۔) کا ایک خاصہ ہے کہ جنسی تعلقات میں مرد اور عورت گناہ سے پاک رہ سکتے ہیں۔

ورنہ

جنہوں نے خدائی مذہب سے بغاوت کی۔ ان میں بداخلاقی کی داستان ان کے منہ سے سنیئے

ایک امریکی دانشمند

اپنی تمدنی مصائب کا رونا ایک امریکن دانشمند ان الفاظ میں رو رہا ہے

تباہی عفت و انسانیت

ہم نے کیا کیا؟ تار پیڈو (تحت البحر کشتیاں) بنائیں۔ زہریلے گیس اور ہوائی جہاز تیار کیئے۔ یہ تو باہر ہوا۔ لیکن اندر کیا ہوا۔ ہم نے ہاں ہم نے ان آلات کے ذریعہ سے انسان کی صفت زندگی کی پرورش کی اور بنی آدم کی تباہی کے گویا ہم ٹھیکیدار بن گئے۔ ہمارا سینما اور ہماری موٹر کاریں کیا ہیں۔ جرائم اور بدکاری کی مبلغ جس سے چوریوں میں ہمیں آسانی ہوتی ہے۔ عورتوں کو بھگا لے جانے میں مدد ملتی ہے

فحش کاریوں میں ان مخلوط مجامع سے کافی سہولتیں بہم پہنچ جاتی ہیں نتیجہ یہ ہے کہ آج نہ مردوں میں عزت باقی ہے۔ نہ عورتوں میں عفت۔ منزل زندگی تباہ ہے۔ نہ آج کی آزاد عورتوں کو مرد کی پرواہ ہے۔ نہ مرد کو عورت کی۔ دوست احباب کیلئے آج سب سے بڑا تحفہ بیوی اور بیٹی ہے۔ اور عورت کے لئے سب سے زیادہ مسرورکن نظارہ مرد کی نگاہ شہوت (القاسم شوال ۱۳۴۸ھ)

اے آزاد خیال نوجوان کیا تو بھی مذہب کو خیرباد کہہ کر اپنی قوم کو اسی لائن پر چلانا چاہتا ہے

فرانس اور جرمنی میں بے حیائی کی داستان ان کے مُنہ سے سنیئے

تباہی حیا و حجاب

فرانس اور جرمنی میں مادر زاد برہنگی کا سلسلہ جاری ہے۔ اس کیلئے باقاعدہ انجمنیں ہیں۔ جن کے نام 'انجمن ملیہ برہنگی' اور 'ایوان فطرت' وغیرہ رکھے گئے ہیں۔ ۱۹۲۸ء تک ان انجمنوں کے ارکان چار لاکھ تھے۔ ان میں عورتیں بھی بکثرت شریک ہیں۔ لیکن ۱۹۲۹ء کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ جرمنی میں اُس کے ارکان چالیس لاکھ تک پہنچ چکے ہیں۔ اس ایوان فطرت کے انتہا پسند مرد و عورت اور بچے بوڑھے اعلان کر چکے ہیں کہ وہ بالکل ننگے رہا کریں گے (انتخاب از مدینہ بجنور ۹ مئی ۱۹۲۹ء)

مذہب کو چھوڑ کر لندن کی عورتوں میں عصمت فروشی کی کثرت علانیہ بدکاری

باوجودیکہ لندن میں قانوناً کسی عورت کو عصمت فروشی کا حق حاصل نہیں۔ مگر ایک ذمہ دار میم صاحبہ تحریر کرتی ہیں کہ ۱۹۱۵ء سے ۱۹۱۷ء تک تین سال کے اندر لندن میں عصمت فروشی میں بیس ہزار عورتیں گرفتار ہوئیں یہ وہ احمق عورتیں تھیں۔ جنہوں نے پولیس کو گرفتاری کا موقعہ دیا۔ ورنہ لاکھوں ایسی نیک بخت بھری پڑی ہیں۔ جنکی عمریں اسی شغل میں بسر ہو گئیں اور پولیس کو کانوں کان خبر نہ ہوئی (انقلاب یکم جولائی ۱۹۲۸ء)

مذہب کو چھوڑ کر لندن میں عصمت فروشی کرنیوالوں کی تعداد

رسالہ محشر خیال دہلی ماہ جون ۱۹۳۵ء

میں ایک انگریز مسٹر ٹیلر گرافٹ ساکن لندن کے مضمون کے چند اقتباسات بعنوان "مدعیان تہذیب کے بے نقاب چہرے" شائع کئے گئے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔ لندن شہر میں عام بے عصمتی سے قطع نظر کرکے ان مخصوص پیشہ وروں کی تعداد جو باضابطہ لائسنس لئے ہوئے علانیہ اور خالصتہً اسی پیشہ کو کر رہی ہیں ۳۰ ہزار ہے

دو مثالیں

مذہب اسلام میں انسان کے تمام اخلاق کی اصلاح کا ایک مکمل ضابطہ حیات قرآن مجید کے سینے میں موجود ہے۔ دو چیزیں (مساوات اور بد اخلاقی سے بچاؤ) بطور مثال پیش کی گئی ہیں۔

غیرت

اے تعلیمیافتہ مغربیت زدہ مسلمان نوجوان۔ تمہیں انگریز نے اغوا کرکے مذہب اسلام سے متنفر کر دیا ہے۔ تو پھر لوٹ کر اپنے گھر (اسلام) میں آ۔ اور اسلام کو جاننے والے علماء سے اسلام سیکھ۔ پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ اگر کسی مذہب میں صحیح معنی میں انسان کو انسان بنانے کی صلاحیت باقی ہے تو وہ فقط مذہب اسلام میں ہے۔ دوسری کسی قوم کے پاس نہ خدائی کتاب ہے اور نہ خدائی مذہب ہے۔ وما علینا الا البلاغ

مجلس ذکر منعقدہ ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی :-

مہلک امراض روحانی اور ان سے شفا پانے کا ذریعہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ یہ اجتماع اس مقصد کے لئے منعقد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو امراض روحانی سے شفا عطا فرمائے میں یہ بھی عرض کیا کرتا ہوں کہ امراض دو قسم کے ہیں ۱- جسمانی امراض - ۲- روحانی امراض - جسمانی امراض کا احساس تو عام طور پر ہوتا ہے - لیکن امراض روحانی کا احساس بہت کم لوگوں کو ہوتا ہے - اکثریت امراض روحانی میں مبتلا ہے - ان کو اس کا احساس بھی نہیں ہے - ہادی امراض روحانی کا احساس دلاتا ہے - انسان کو امراض روحانی میں پھنسانے کیلئے دو دشمن ہر وقت اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں - انسان بچنا بھی چاہے تو یہ نہیں بچنے دیتے بچنے کے لئے ہادی ضرورت ہے - جس طرح ماں بچے کو ہر وقت ٹوکتی رہتی ہے کہ فلاں چیز مضر ہے اس سے بچنا - اسی طرح ہادی متنبہ کرتے رہتے ہیں کہ فلاں چیز روحانیت کے لئے مضر ہے اور فلاں چیز مفید - اصل میں انبیاء علیہم السلام ہادی تھے - وہ امتوں کو متنبہ کرتے رہتے تھے اور علاج بھی بتلاتے تھے - لیکن اُنہیں نہیں سمجھتی تھیں کھانا - کمانا اور خرچ کرنا تو ہر ایک سمجھتا ہے - لیکن روحانیت کی اصلاح ہر ایک نہیں کر سکتا - انبیاء علیہم السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے - آپؐ کے بعد نبی کوئی نہیں آئے گا - لیکن امراض روحانی کا پتہ دینے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کے غلام ہر زمانہ میں موجود رہیں گے -

امراض روحانی کی دو قسمیں ہیں - ۱- مہلک امراض روحانی - مثلاً شرک کفر اور نفاق اعتقادی - ان امراض روحانی میں مبتلا رہ کر دنیا سے جانے والے ابدالاباد جہنم میں رہیں گے - ان کے لئے نہ شفاعت ہے اور نہ نجات - ۲- دوسری قسم امراض روحانی کی وُہ ہے - جس میں مبتلا ہونیوالے اگر ایمان باقی ہے تو دوزخ سے سزا پانے کے بعد نکل آئیں گے - ان امراض روحانی میں حسد - کبر - ریا اور عجب شامل ہے -

مسلمانوں میں پہلی قسم کے امراض روحانی موجود ہے - شرک - کفر اور نفاق اعتقادی موجود ہے - شرک سے وہی شخص بچ سکتا ہے جو خود عالم قرآن ہو - اگر عالم قرآن نہیں تو کسی عالم کتاب وسنت کے دامن سے وابستہ ہو - ہمارا وہی امام ہو سکتا ہے - جس کے دائیں ہاتھ میں مشعل قرآن ہو اور بائیں ہاتھ میں مشعل احادیث خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام - خود ان دونوں نوروں کی روشنی میں چلے اور ہمیں چلائے - لیکن ہمارے ہاں نسلی پیر اور نسلی مرید ہوتے ہیں - صاحبزادہ میں خواہ کوئی ذاتی کمال نہ ہو - لیکن اس کو پیر سمجھا جاتا ہے - اگرچہ صاحبزادہ کے باپ دادا ولی اللہ تھے ...!

اصلاح باطن ایک مستقل فن ہے - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپؐ کی صحبت میں اصلاح باطن وھباً (اللہ تعالیٰ کی بخشش سے) حاصل ہوتی تھی - اب کسباً حاصل کرنی پڑتی ہے جس طرح ظاہری علوم سیکھنے کے لئے اس فن کے باکمال کی صحبت میں مدت مدید تک رہنے کی ضرورت ہے - اسی طرح اصلاح باطن کے لئے کسی اللہ والے کے ہاں مدت مدید تک رہنا پڑتا ہے - بیری کے بیر کو پکنے کے لئے کئی درجے طے کرنے پڑتے ہیں - پہلے بُور آتا ہے - پھر جوار کے دانے کے برابر ہوتا ہے - اور بڑا ہو جاتا ہے - لیکن کڑوا ہوتا ہے - اگر بیری کے ساتھ لگا رہے تو لال ہو کر پک جاتا ہے اور خود بخود ٹوٹ کر گر پڑتا ہے - یہ بیر کا درجہ کمال ہے - اور اس وقت وہ بیر کی نسل قائم رکھنے کے قابل ہوتا ہے - اسی طرح شیخ کی طرف اپنے آپ کو منسوب تو سب کرتے ہیں - مگر پختہ وہی ہوتا ہے - جو صحبت میں مدت مدید تربیت پانے کے بعد پک کر نکلے اور آئندہ وہی روحانی سلسلہ کو باقی رکھ سکتا ہے - ان کو خلفا کہا جاتا ہے -

امراض روحانی سے بچنا بے حد مشکل ہے - ان سے بچنے کیلئے مدت مدید تک کامل کی صحبت کی ضرورت ہے - تربیت یافتہ میں یہ رنگ پیدا ہو جاتا ہے جو کسی اللہ والے نے اس شعر میں بیان کیا ہے ؎

نہ گُلم نہ برگ سبزم نہ درخت سایہ دارم
بحیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا

یعنی انسان کو اپنے اندر کوئی خوبی نظر نہیں آتی - اگر تربیت نہ ہو تو انسان کو انسان نہیں سمجھتا - گزشتہ عالمگیر جنگوں میں فوجی خچر بارٹری کے سپاہی جب کسی ریل کے ڈبے میں گھس جاتے تھے تو غیر فوجی کو اندر نہیں آنے دیتے تھے - یہ نخوت اس لئے تھی کہ ہم سرکاری ملازم ہیں - ایک دفعہ کسی شخص نے دوسرے کسی شخص کو بیوقوف کہہ دیا - کسی اللہ والے نے سُنا تو وہ سمجھے کہ مجھے کہہ رہا ہے اور اس کے منہ سے کوئی اور کہلوا رہا ہے - حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ انسان کو دنیاوی تعلقات کا کلورو فارم سونگھایا گیا ہے - عربی میں اسکو تخدیر کہتے ہیں - ڈاکٹر جب اپریشن کرتے ہیں تو مریض کو کلورو فارم سونگھا دیتے ہیں - اسکی وجہ سے مریض کو تکلیف نہیں ہوتی کلوروفارم کا اثر زائل ہونیکے بعد مریض کو تکلیف کا شدید احساس ہوتا ہے - اسی طرح مرنیکے بعد جب دنیاوی تعلقات کے کلوروفارم کا اثر زائل ہوتا ہے تو انسان کو محسوس ہوتا ہے کہ بیوی بیٹے جن کی وجہ سے خدا کو ناراض کیا - سب غدار نکلے - پھر بیٹھ کر روئیگا لیکن ؎

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو کھرے ہادی مل جائیں - کھرے ہادی وہ ہیں - جنکے دائیں ہاتھ میں مشعل قرآن ہو اور بائیں ہاتھ میں مشعل حدیث خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو - بدنصیب ہیں وہ لوگ جن کو نہ کھرے ہادی کی صحبت نصیب ہوئی اور نہ امراض روحانی سے شفا ملی - یہ باطن کے اندھے ہیں اور انکو اپنی بدبختی کا احساس قبر میں جانیکے بعد ہوگا - پھر معلوم ہوگا کہ جن کو اپنا سمجھتے تھے - وہ سب غدار نکلے - جن کو کھرے ہادی مل جاتے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ دُنیا میں اس جیسی اور کوئی نعمت نہیں - جن کو اللہ والوں کی صحبت نصیب ہو جاتی ہے - اللہ تعالیٰ اُنکی طبیعت کا رُخ پھیر دیتا ہے - صبح کے درس میں مجلس ذکر میں یا جمعہ کے خطبہ میں کتاب وسنت کی روشنی میں جو کچھ عرض کیا کرتا ہوں اس کو گوش ہوش سے سنا کیجئے - اور لوح دل پر لکھ کر لے جایا کیجئے - مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُمید ہے کہ آہستہ آہستہ طبیعت کا رُخ پھر جائیگا ایمان اور اسلام اللہ تعالیٰ کا فضل ہیں وہ جب چاہے چھین لے - ایک دفعہ حضرت امروٹیؒ حج کیلئے جا رہے تھے - پنجاب کے ایک پیر بھی اسی جہاز میں سفر کر رہے تھے - مؤخر الذکر کا ایک خادم بھی اُن کے ساتھ تھا - وہ مخلص خادم تھا - جہاز میں اُس کا انتقال ہو گیا - اور دونوں حضرات نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ایمان سلب فرما لیا - خدا جانے یہ کس گناہ کی شامت تھی - اللہ والوں کو اللہ تعالیٰ باطن کی بینائی عطا فرماتے ہیں - جس سے ان کو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اس شخص میں ایمان ہے یا نہیں - باقی تمہارے امراء وزراء اور بادشاہ اس معاملہ میں سب اندھے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو لحد قبر میں جانے سے پہلے

بعث بعد الموت

(از جناب ایم عبدالرحمٰن صاحب (لودھیانوی) بی اے بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

مسلمانوں کو سات چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اللہ پر اس کے فرشتوں پر۔ اس کی کتابوں پر۔ اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس بات پر کہ دنیا میں جو کچھ اچھا یا برا ہوتا ہے۔ سب تقدیر سے ہوتا ہے۔ اور اس بات پر کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا ہے۔

قیامت میں سب چیزیں فنا ہو جائیں گی۔ پھر اسرافیل علیہ السلام دوبارہ صور پھونکیں گے۔ تو سب چیزیں موجود ہو جائیں گی۔ آدمی بھی زندہ ہو جائینگے میدان محشر میں خدا تعالیٰ کے سامنے پیشی ہوگی۔ حساب لیا جائے گا۔ اور اچھے برے کاموں کا بدلہ دیا جائے گا جس روز یہ کام ہوں گے۔ اس دن کو یوم الحشر (جمع کئے جانے کا دن) یوم الجزا اور یوم الدین یعنی بدلہ دینے کا دن اور یوم الحساب یعنی حساب کا دن کہتے ہیں

جس وقت پہلا صور پھونکا جائیگا سب ہوش و حواس جاتے رہیں گے اور آخر مر کر ڈھیر ہو جائیں گے۔ اتنی فرصت بھی نہ ملے گی۔ کہ فرض کرو مرنے سے پہلے کسی کو کچھ کہنا چاہیں تو کہہ گزریں یا جو گھر سے باہر تھے۔ وہ گھر واپس جا سکیں۔ اور جب دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا۔ تو سب زندہ ہو کر اپنی قبروں سے اٹھیں گے۔ اور فرشتے ان کو جلد جلد دھکیل کر میدان حشر میں لے جائیں گے تو کہیں گے۔ اے خرابی ہماری کس نے اٹھا دیا ہم کو ہماری نیند کی جگہ سے۔ اللہ کی طرف سے اس وقت جواب ملے گا۔ کیا پوچھتے ہو کس نے اٹھا دیا ذرہ آنکھیں کھولو۔ یہ وہی اٹھانا ہے۔ جس کا وعدہ خدائے رحمٰن کی طرف سے کیا گیا تھا۔ اور پیغمبر جس کی خبر برابر دیتے رہے تھے۔ کوئی متنفس نہ بھاگ سکے گا۔ نہ روپوش ہو سکے گا۔ نہ کسی کی نیکی ضائع ہوگی نہ جرم کی حیثیت سے زیادہ سزا ملیگی ٹھیک ٹھیک انصاف ہوگا اور جو نیکی و بدی کرتے تھے۔ فی الحقیقت عذاب و ثواب کی صورت میں وہی سامنے آ جائے گی۔

کافر لوگ اللہ کی سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اللہ ان کو مر جانے کے بعد نہیں اٹھائے گا۔ ان کا انکار اور اتنی سخت قسمیں کھانے سے خدا کا وعدہ ٹل نہیں سکتا وہ تو ہو کر رہے گا۔ جو شخص خدا کے علم محیط اور شئون قدرت و حکمت تکوین کے راز اور اس کی غرض و غایت سے آگاہ ہوگا۔ وہ کبھی بعث بعد الموت کا انکار نہیں کر سکتا۔ قیامت

> ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں نیکی کا حکم کرتے ہیں برائی سے روکتے ہیں۔
> (۹:۷۱)

وغیرہ کا آنا عین حکمت ہے۔ اگر موت کے بعد دوسری زندگی نہ ہو تو دنیا میں جو مختلف اعمال و احوال پائے جاتے ہیں اور ان کے صاف اور مکمل نتائج کیسے ظاہر ہوں گے۔ یہاں کے جھگڑوں کا تو دو ٹوک فیصلہ وہیں ہوگا۔

ءَ اِذَا مِتْنَا وَ کُنَّا تُرَابًا ذٰلِکَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ ۝ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْھُمْ وَعِنْدَنَا کِتٰبٌ حَفِیْظٌ پ ۲۶ ع ۱۵۔

ترجمہ۔ کیا جب مر چکیں اور مٹی ہو جائیں تو دوبارہ زندہ ہونا بہت دور ہے۔ ہم کو معلوم ہے۔ جتنا زمین گھٹاتی ہے ان میں سے اور ہمارے پاس کتاب ہے۔ جس میں سب کچھ محفوظ ہے۔

(تفسیر) بھلا جب ہم مر کر مٹی ہو گئے۔ کیا پھر زندگی کی طرف واپس کئے جائیں گے۔ یہ واپسی تو عقل سے بہت دور ہے۔ اور امکان و عادت سے بالکل بعید ہے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ساری مٹی نہیں ہو جاتی جان سلامت رہی ہے۔ اور بدن کے اجزا تحلیل ہو کر جہاں کہیں منتشر ہو گئے ہیں۔ وہ سب اللہ کے علم میں ہیں جسے اس کو قدرت ہے کہ ہر جگہ سے اجزا اصلیہ کو جمع کر کے ڈھانچہ کھڑا کر دے اور دوبارہ اس میں جان ڈال دے ہمارا علم قدیم ہے۔ حتیٰ کہ ان میں قبل وقوع ہی سب اشیاء کے سب حالات ایک کتاب میں جو لوح محفوظ کہلاتی ہے۔ لکھ دیئے تھے۔ اور اب تک وہ کتاب ہمارے پاس موجود چلی آتی ہے۔ پس اگر علم قدیم کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو یونہی سمجھ لے۔ وہ دفتر جس میں سب کچھ لکھا ہے۔ حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہے ہر چیز خدا کے علم میں ہے۔ اور اس کے ہاں لکھی ہوئی ہے۔ جس میں ذرا کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

منکرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت قرآن اور بعث بعد الموت کی ہر چیز کو جھٹلاتے ہیں اور عجب الجھی ہوئی باتیں کرتے ہیں۔ بیشک جو شخص سچی باتوں کو جھٹلاتا ہے اسی طرح شک و اضطراب اور تردد و تحیر کی الجھنوں میں پڑ جایا کرتا ہے۔ جو آدمی خدا کی طرف رجوع ہو۔ محض ان ہی محسوسات کے دائرہ میں الجھ کر نہ رہ جائے۔ اس کے لئے آسمان و زمین کی تخلیق اور تنظیم میں دانائی و بینائی کے کتنے سامان ہیں جن میں ادنیٰ غور کرنے سے صحیح حقیقت تک پہنچ سکتا ہے اور بھولے ہوئے سبق اس کو یاد آ سکتے ہیں۔ پھر خدا جانے ایسی روشن نشانیوں کی موجودگی میں بھی یہ لوگ کیونکر حق کو جھٹلانے کی جرأت کرتے ہیں۔ کفار تو یہ کہتے تھے۔ کہ دنیوی زندگی کے سوا کوئی زندگی ہی نہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ

باقی صفحہ ۱۷ پر

اللہ نے ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو باغوں کا وعدہ کیا ہے جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی (۹:۷۲)

احکام رمضان المبارک

از حضرت مولانا مفتی قاری حافظ عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی دہلوی

روزے میں نیّت کی ضرورت

روزے میں نیت شرط ہے (نیت کے معنے دل کے ارادہ کے ہیں) اور اگر روزے کا ارادہ نہ کیا اور تمام دن بغیر کچھ کھائے پیئے گذار دیا تو وہ روزہ نہیں ہوگا۔ رمضان کے روزہ کی نیت آدھے دن شرعی تک ہو سکتی ہے۔ یعنی تقریباً ساڑھے گیارہ بجے تک۔ اس کے بعد کی نیّت معتبر نہیں۔ زبان سے نیت کرنی فرض نہیں ہے۔ پھر بھی بہتر اور مستحب ہے کہ سحری کھا کر اس طرح نیت کر لیا کرے۔ (بِصَوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ) اگر افطار کے وقت ہی نیت کر لے تب بھی جائز ہے۔ یہ خیال کہ نیت کے بعد کھانا پینا درست نہیں۔ بالکل غلط ہے۔ صبح صادق ہونے سے پہلے کھانا پینا وغیرہ بے شبہ درست ہے نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

ان باتوں کا بیان جن سے روزہ نہیں جاتا

بھولے سے کھانا پینا روزہ کو نہیں توڑتا۔ بلا اختیار حلق میں گرد و غبار یا مکھی مچھر چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا آٹا پیسنے والے اور تمباکو کوٹنے والے کے حلق میں جو آٹا وغیرہ اُڑ کر چلا جاتا ہے اس سے روزہ نہیں جاتا۔ کان میں پانی چلا جائے یا خود بخود قے آ جائے۔ یا خواب میں غسل کی ضرورت ہو جائے یا قے آ کر خود بخود لوٹ جائے۔ ان سب باتوں سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ آنکھ میں دوا ڈالنے سے خوشبو وغیرہ سونگھنے سے روزہ میں کچھ خلل نہیں آتا۔ بلغم نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر قصداً قے کی مگر تھوڑی سی تو روزہ نہیں جاتا۔ تھوڑی سی قے آئی اور قصداً لوٹا کر نگل گیا تو اس میں اختلاف ہے۔ صحیح یہی ہے کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر کوئی روزہ میں بھول کر کچھ کھا پی رہا ہے اور قوی و تندرست ہے تو اس کو یاد دلانا ضروری ہے۔ اگر ضعیف و ناتوان ہے تو نہ یاد دلانا بھی درست ہے۔ بلکہ یہی بہتر ہے۔ مسواک وغیرہ کرنے سے دانتوں سے خون نکلے لیکن حلق میں نہ جائے تو روزہ میں فرق نہیں آتا۔ اگر دانتوں میں غذا کا کوئی حصہ نگل گیا اور وہ چنے کی مقدار سے بھی کم ہے۔ روزہ دار نے

کیا خدا سب حاکموں کا حاکم نہیں ہے

(۸:۹۵)

اس کو چبا لیا۔ تو اس سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔ اگر خواب میں یا شب میں صحبت کرنے سے غسل کی ضرورت ہوئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہ کیا تو روزہ میں خلل نہیں آتا۔

سحری کھانے کی فضیلت

روزہ کے لئے سحر کھانا مسنون اور باعثِ ثواب ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سحر کھایا کرو کہ اس میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ خوب پیٹ بھر کر ہی کھائے۔ بلکہ ایک یا دو لقمہ یا چھوارے کا ٹکڑا یا دو چار دانے چبا لے گا۔ تب بھی سنّت کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔ افضل اور بہتر یہ ہے کہ رات کے آخری حصہ میں صبح صادق ہونے سے ذرا پہلے سحر کھائے۔ اگر دیر ہو گئی اور گمان غالب یہ ہے کہ صبح صادق ہو گئی تو سحر نہ کھانا چاہیئے اور اگر گمان غالب رات کا ہو تو کھا لے۔ پھر اگر کسی طرح معلوم ہوا کہ فی الحقیقت صبح ہو گئی تو شام تک رکنا اور پھر قضا رکھنا لازم ہے۔ اگر کسی مرغ نے یا مؤذن نے صبح صادق سے پہلے اذان دے دی تو سحر کھانے کی ممانعت نہیں۔ جبتک صبح صادق نہ ہو جائے۔ بے تکلف کھاؤ پیو۔

روزہ کا افطار کرنا

آفتاب غروب ہو جانے کے بعد افطار میں دیر نہ کرنی چاہیئے۔ البتہ جس روز ابر ہو احتیاط کے لئے ذرا دیر کرنا بہتر ہے۔ کھجور یا خرما سے افطار کرنا مستحب ہے۔ یا پانی بھی بہتر ہے۔ آگ کی پکی ہوئی چیز مثلاً روٹی چاول شیرینی سے افطار کرنے سے کوئی ادنیٰ کراہت اور نقصان روزہ میں نہیں آتا۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ کوئی پھل وغیرہ دوسری چیز ہو اور چھوارہ اور کھجور سب سے افضل ہے۔ اگر دوسرے کی دی ہوئی چیز سے روزہ افطار کرو گے تو تمہارا ثواب ہرگز کم نہ ہوگا۔ اس کو اللہ تعالےٰ اپنے پاس سے ثواب عطا فرمائے گا۔ پھر تم اس کو واپس کرکے کیوں بخیل کہلاتے ہو البتہ یہ یہ مال حرام یا مشتبہ ہو تو قبول نہ کرو۔ اگر روزہ افطار کرنے اور کھانے پینے کی وجہ سے مغرب کی نماز اور جماعت میں تقریباً دس بارہ منٹ کی تاخیر کر دی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں افطار کرنے سے پہلے یہ مختصر دعا کافی ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ اور افطار کرنے کے بعد یہ دعا ذَھَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تعالےٰ پڑھے۔

روزہ توڑنے اور قضا کا ذکر

فرض روزہ بلا کسی شدید اور قوی عذر کے

آپ تو انہیں نصیحت کرتے رہیں آپ بس نصیحت کرنیوالے ہیں اُن پر داروغہ نہیں ہیں (سورۃ ۸۸: ۲۱-۲۲)

توڑنا جائز نہیں۔ پس اگر ایسا سخت بیمار ہو گیا کہ روزہ نہ توڑے تو جان کا اندیشہ ہے یا بیماری بڑھ جانے کا احتمال قوی ہے۔ یا ایسی شدید پیاس لگی ہے کہ پانی نہ پیا تو مر جائے گا۔ ایسی حالت میں روزہ توڑ ڈالنا جائز بلکہ واجب ہے اگر کسی عذر سے روزے قضا ہو گئے ہوں تو جب عذر جاتا رہے ان کو جلد ادا کر لینا چاہیئے۔ زندگی کا بھروسہ نہیں۔ کیا خبر موت آ جائے اور فرض گردن پر رہے۔ مثلاً بیمار کو مرض سے صحت پانے کے بعد اور مسافر کو سفر سے آنے کے بعد جلد ادائیگی کی فکر کرنی چاہیئے۔ قضا رکھنے میں اختیار ہے کہ متواتر یعنی لگاتار رکھے یا جدا جدا متفرق اگر قضا رکھنے کا وقت پایا لیکن بغیر ادا کئے مر گیا تو مناسب ہے کہ وارث ہر روزہ کے بدلے پونے دو سیر گندم صدقہ کریں اور اگر مال چھوڑ گیا ہے اور روزہ کے صدقے کی وصیت کر گیا ہے تو یہ فدیہ ادا کرنا لازم اور واجب ہے۔

جن باتوں سے قضا واجب ہوتی ہے

کان میں یا ناک میں دوا ڈالنا قصداً پوری یعنی منہ بھر کے قے کرنا' پوری آئی ہوئی قے کو نگل جانا۔ کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا۔ یہ سب چیزیں روزہ توڑنیوالی ہیں۔ مگر ان صورتوں میں قضا آئیگی۔ صرف قضا آئے گی کفارہ نہیں۔ کنکر یا لوہا یا تانبہ نگل جائے تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور صرف قضا واجب ہوگی۔ رات کے خیال سے صبح صادق کے بعد سحری کھالی تو اس روزہ کی دن باقی تھا۔ غلطی سے یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا روزہ افطار کر لیا۔ تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ جان بوجھ کر صحبت کرتے سے اور کھانے پینے سے روزہ جاتا رہتا ہے۔ اس میں قضا بھی آتی ہے اور کفارہ بھی۔ کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے۔ اس کی طاقت نہ ہو تو متواتر ساٹھ روزے رکھے جائیں۔ اس کی بھی مقدرت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلایا جائے۔ (مفصل حالات کسی معتمد مفتی سے دریافت کرو۔

جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہوتا ہے اور جن سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا

بلا ضرورت کسی شئے کو چبانا۔ یا نمک وغیرہ کا ذائقہ چکھ کر تھوک دینا مکروہ ہے۔ نمک وغیرہ کا ذائقہ چکھ کر تھوک دینا۔ قصداً منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا مکروہ ہے۔ تمام دن ناپاک رہنا سخت گناہ ہے اور اس سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ فصد کرانا پچھنے لگوانا روزہ میں مکروہ ہے۔ غیبت۔ بدگوئی۔ لڑائی۔ جھگڑا روزے کو مکروہ اور بے رونق کر دیتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے کہ روزہ دوزخ کے لئے سپر (ڈھال) ہے۔ جب تک

> اور جو کچھ رسول تم کو دیں۔ اُسے لے لو اور جس سے تم کو روک دیں اُس سے رُک جاؤ۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ بلا شبہ اُسکی مار بہت سخت ہے
> (۵۹:۷)

خود روزہ دار ہی اس کو ٹکڑے نہ کر دے صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کے ٹکڑے کس چیز سے ہو جاتے ہیں۔ ارشاد ہوا جھوٹ۔ غیبت۔ فحش گوئی اور جھگڑوں سے اور دوسری حدیث ہے کہ جس نے روزے میں بدگوئی، غیبت، جھوٹ سے پرہیز نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی ضرورت نہیں۔ مسواک کرنے سے سر یا مونچھوں پر تیل لگانے سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا۔ آنکھ میں دوا ڈالنا بھی مکروہ نہیں۔ سرمہ لگانے سے یا سرمہ لگا کر سو جانے سے روزہ میں کچھ خلل نہیں آتا۔ ناواقف لوگوں کا ان چیزوں کو مکروہ سمجھنا غلط اور بے اصل ہے۔ خوشبو سونگھنے میں بھی کراہت نہیں۔ بیوی کو اپنے خاوند اور نوکر کو اپنے آقا کے غصّہ کا اندیشہ ہو تو کھانے کا نمک چکھ کر تھوک دینا بھی مکروہ نہیں۔

روزہ نہ رکھنے کی اجازت کا بیان

اگر مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو رمضان میں روزہ نہ رکھے تندرستی کے بعد قضا کر لے۔ حاملہ کو اگر بچہ یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑ دینا اور بعد کو قضا کر لینا درست ہے۔ عورت اپنے یا غیر کے بچّہ کو دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے نقصان اور ضرر ہو تو قضا کر لینا درست ہے۔ ہمارے نواح کے چھتیس کوس یعنی انگریزی اڑتالیس میل کا سفر ہو یا اس سے زیادہ ہو۔ وہ شرعی سفر کہلاتا ہے۔ یعنی ایسے سفر میں مُسافر کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے۔ واپس آنے کے بعد قضا کرے۔ اگر کوئی مسافر دوپہر سے پہلے اپنے وطن میں پہنچ گیا۔ اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں۔ تو اس پر واجب ہے کہ روزہ پورا کرے۔ کیونکہ اب سفر کا عذر باقی نہیں رہا اگر کوئی شخص کسی تیز سواری یا ریل میں دو تین گھنٹے میں اڑتالیس میل پہنچ جائے گا۔ اس کے لئے بھی سفر کی رخصت یعنی نماز کا قصر اور افطار کی اجازت حاصل ہے۔ بہت بوڑھا ضعیف جس کو روزہ میں نہایت شدید تکلیف ہوتی ہو۔ روزہ نہ رکھے۔ اور ہر روزہ کے بدلے پونے دو سیر گیہوں (ابوزن انگریزی) مسکین کو دے دے۔ لیکن اگر پھر کبھی طاقت آ جائے گی تو قضا رکھنی ضروری ہوگی۔ عورت کو اپنے معمولی عذر (حیض کے ایام میں روزہ رکھنا درست نہیں۔ اسی طرح پیدائش کے بعد جتنے روز خون آوے۔ ان دنوں کے روزوں کی قضا بعد میں کرنی چاہیئے۔ جن لوگوں کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ اُن کو بلا تکلف بے محابا سب کے سامنے کھانا پینا نہ چاہیئے۔ بلکہ تعظیم رمضان المبارک لازم ہے۔ اس کا بہت زیادہ لحاظ رکھیئے

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ — مدیر

الصیام

از علامہ محمد عظمت اللہ صاحب بہاری

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ؕ ترجمہ:۔ جس طرح تم سے پہلی اُمتوں پر روزہ فرض کیا گیا تھا۔ اس طرح تم پر بھی روزہ فرض کیا گیا ہے۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ یعنی تمہارے اندر بُرائیوں سے بچنے کی قوّت پیدا ہو جائے۔)

روزہ اسلام کا اہم ترین رُکن ہے اور اس کا بُلند تخیل ابتدائے آفرینش سے موجود ہے۔ کُرّۂ ارضی پر بسنے والی ہر قوم نے روزے رکھے۔ لیکن ان کے مقاصد و اغراض جُداگانہ تھے۔ کسی نے معبودوں کی خوشنودی کو ملحوظ رکھا کوئی معاصی و ذنوب سے برأت اور ریاضت جسمانی کے لئے صائم کہلائی۔ البتہ مدعیان توحید نے ہمیشہ جزو مذہب سمجھ کر اسے تقرب الی اللہ کا ذریعہ قرار دیا۔ مگر ان کے ہاں بھی اشکال و اوقات میں نمایاں فرق ہے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایام بیض میں روزہ رکھتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام صائم الدہر تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار فرماتے حضرت عیسےٰ علیہ السلام دو یوم کے تفاوت سے روزہ رکھتے۔ غرضیکہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور اُن کی اُمم پر روزہ لازمی و ضروری تھا۔ بعض اُمم ازالۂ مصائب و بسط و کشائش رزق کی خاطر بھی روزے رکھتیں اور انہیں اپنے لئے واجب و لازم ٹھہراتے۔ چنانچہ نصاریٰ پر فقط رمضان ہی کے روزے واجب تھے سو اتفاق سے ان کا عظیم المرتبت و رفیع الشان بادشاہ کسی مہلک مرض میں جکڑا گیا اور ہر ساعت نئی مصیبت کا پیغام دینے لگی وہ اجتماعی طور پر بارگاہ الٰہی میں ملتجی ہوئے کہ اگر ہمارا حکمران شفا یاب ہو جائے تو صیام مفروضہ کے علاوہ ہر سال سات روزے رکھیں۔ نصاریٰ کی دُعا قبول ہوئی اور ان کا بادشاہ صحتیاب ہو گیا اور ان پر سات روزے مسلط ہو گئے۔ علاوہ ازیں اور مواقع میں بھی اُنھوں نے اس قسم کی مشروط دُعائیں کیں۔ جس سے روزوں کی تعداد تیس سے متجاوز ہو کر پچاس کو پہنچ گئی۔ اب وہ ثواب سے عذاب میں متبدل ہو گئے۔ اور ایک بار گراں نظر آنے لگے۔ ان کی ادائیگی میں صدہا حیل و حجت تراشنے لگے۔ یہود میں بھی روزے مروّج تھے۔ انہوں نے بعض کو غیرمعمولی حیثیت دے

> سُست نہ ہو اور غم نہ کھاؤ
> تمہیں غالب ہو کر رہو گے
> اگر تم ایماندار رہو۔
> (۳: ۱۳۹)

رکھی تھی۔ چنانچہ صوم کفارہ میں اس قدر محتاط تھے کہ اس روز خورد و نوش تو درکنار معمولات بھی مفسدات میں داخل تھے یہاں تک کہ مُنہ دھونا، کنگھی کرنا۔ یا تیل وغیرہ لگانا بھی موجب فساد شمار ہوتا باقی عاشورہ اور یوم السبت میں بعض کے اندر اکل و شرب مطلقاً ممنوع تھا۔ آخر میں فواکہات یا اس قسم کی ضمنی و جزوی اشیاء پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ پارسی برہمن جہروند کے روزے رکھتے اور خورد و نوش میں فواکہات تک ہی محدود رہتے بابل و نینوا کی قدیمی مصری اقوام بھی روزہ کی پابند تھیں۔ مگر وہ اسے معبودوں کی تقرب اور ان کے روبرو عجز و انکسار کا ذریعہ تصور کرتی تھیں۔ جہاں ہندوؤں میں بھی روزہ کا تخیل موجود ہے۔ جو برت سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مذکور الصدر تصریحات سے یہ حقیقت منکشف ہو گئی۔ کہ اُمم سابقہ پر روزہ فرض تھا۔ وہ اس بات کی حامل تھیں۔ وہاں صوم کے مفہوم میں اس قدر فوائد و فضائل مضمر نہ تھے۔ جو الہامی روزہ میں نمایاں اور واضح ہیں اس لئے کلام پاک میں فرمایا کہ روزہ تم پر اُمم سابقہ کی طرح فرض کیا گیا ہے۔ یعنی یہ مشارکت فقط فرضیت کے اندر ہے باقی تمہارے روزہ کی غایت و مقصد حقیقی لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ کے اصرار پر حاوی کرتا ہے

اسلامی روزے کا فلسفہ

اسلام ایک ایسا جامع و مکمل مذہب ہے کہ اس کی سچّی تعلیمات میں کسی قسم کی ترمیم اور قوانین کے اندر تغیر و تبدّل کی احتیاج نہیں رکھی۔ اس نے دُنیا کی اصلاح و ہدایت کے لیے صدیوں پہلے جو ضابطہ پیش کیا تھا۔ آج امتداد زمانہ کے باوجود اس پر قائم و مستحکم ہے۔ اس عرصہ میں سینکڑوں انقلاب آئے۔ ہزار ہا فتن رو نما ہوئے۔ لاکھوں قوانین فسخ و متغیر ہو کر ناپید ہو گئے عظیم الشان حکومتیں تباہی کے گھاٹ میں اتر گئیں اور عظمت و شوکت والے جلیل القدر علمبردار زمین نے اپنے اندر جذب کر لئے۔ مگر اسلام اس شان و شوکت سے اپنی قدیمی اساس پر جلوہ فرما ہے۔ اس سے سرمُو بھی منحرف نہیں ہُوا۔ روزہ ہی کو لیجئے۔ اسلام نے اس کا بُلند تخیل صدیوں سے پہلے پیش کیا تھا۔ جسے ابتدائً کج فہم عناصر نے خلاف عقل اور مشقت شاقہ سے تعبیر کیا تھا۔ لیکن بالآخر تمام عقلا کو صداقت اسلام کا اعتراف کرنا پڑا۔ چنانچہ آج عالم کے تمام ماہرین فلسفہ و سائینس اور عقلا و فضلا عقلی و نقلی مشاہدات کے بعد اس امر کے مقر ہیں کہ صحت انسانی کے تحفظ و بقا کے لئے معتدل و مُنظم فاقہ کشی ضروری ہے۔ شریعت اسلامیہ نے اسے ایک عرصہ دراز پہلے فرضیت کا عملی جامہ پہنا دیا تھا تاکہ لوگ قلوب اتقا کی شعاعوں سے منور کرنے کے علاوہ صحت جسمانی قائم

> اے ایمان والو سُود دَر سُود مت کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمہارا چھٹکارا ہو۔ سورۃ ۳ (۱۳۰)

رکھ سکیں۔ نہ صرف یہی۔ بلکہ امراء روزہ رکھ کر گرسنگی و تشنگی و دیگر اقتصادی و معاشی تکالیف کا احساس کریں۔ ہمدردی و معاونت کا جذبہ داعی ہو اور وہ اُن کے شریک غم ہو سکیں۔ اب غور کا مقام ہے کہ کس قدر بدقسمت وہ انسان ہے جس پر خیر و برکت و سعادت کے ایام گزریں اور وہ کلیتہً محروم رہے۔ حالانکہ خالق اکبر نے صاف تصریح فرما دی ہے کہ اے بنی آدم روزہ رکھ کر پرہیزگاری اختیار کر تاکہ تو روزے کی اصلی غایت و مقصد کو حاصل کر سکے۔ روزہ کی حقیقی غایت یہ ہے۔ کہ انسان شکم پروری ترک کر دے۔ اور ارتکاب معاصی سے اپنے آپ کو روک رکھے۔ آنکھ کو فحش نظر سے کان کو لغو سماعت سے۔ قلب کو شیطانی وساوس و فاسد خیالات سے۔ زبان کو بد کلامی و لغو گوئی کذب و افترا سے ملوث نہ کرے ہر یوم ذکر و فکر۔ تلاوت و سماعت کتاب اللہ پر بسر کرے۔ کسی گھڑی یاد الٰہی سے غافل نہ ہو۔ تاکہ حقیقت صوم کے رموز و حقائق منکشف ہو جائیں اور روزے کی اصلی غرض و فوز و فلاح کا مالک ہو۔ ان مختصر تصریحات کے بعد روزہ کے برکات ملاحظہ ہوں

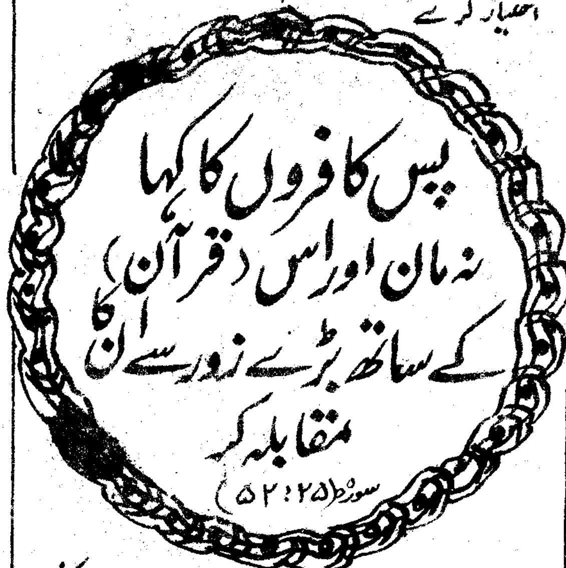
روزہ کے برکات

روزہ منظم و معتدل فاقہ کشی کا نام ہے جو ازالہ کثافت جسمانی کے علاوہ روحانی حظ و کیف کا موجب ہوتی ہے۔ اس کے ذریعہ عقل و خرد دل و دماغ اور تمام جوارح ایک معتدل نظم میں منسلک ہو جاتے ہیں اور روزہ دار اپنی خواہشات و جذبات پر اس طرح چھا جاتا ہے کہ اس کے بعد معصیت و تمرد کے تصور تک بھی قوت متخیلہ کی رسائی نہیں رہتی۔ سرکشی کی استعداد مفلوج و مجروح ہو جاتی ہے۔ صائم کا قلب انوار و کیفیات روحانی کا مظہر بن جاتا ہے اور اس کی ہر حرکت قلبی تکبیر و تہلیل کی شکل و ہیئت اختیار کر لیتی ہے۔

اس کے مصداق تو وہی نفوس ہیں کہ جنہوں نے فاقہ کشی کے علاوہ تربیت گاہِ روحانی سے بھی اکتساب فیض کیا ہے۔

اب ذرا ملاحظہ فرمایئے جو فقط فاقہ مستی کی صعوبت سے دو چار ہوئے۔ اور انہیں روزہ کے بلند مقاصد سے دور کا بھی واسطہ و تعلق نہیں۔ چنانچہ مسٹر گاندھی کا ایک نظریہ یہ بھی تھا کہ روزہ جس کو ہندی میں برت کہتے ہیں۔ انسان کے لئے انتہائی عروج و کمال کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ اس سے رُوح کو تقویت اور عزائم میں استحکام و پختگی پیدا ہوتی ہے۔ ظلمت کدہ قلب برق کی طرح نورافشاں ہو جاتا ہے۔ دل و دماغ کو غیر معمولی قوت حاصل ہو جاتی ہے

امریکہ کا مشہور و معروف پختہ کار ڈاکٹر ایم اے۔ ایم۔ آئی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی اپنی کتاب میں رقمطراز ہے کہ فاقہ کشی بہترین معالجہ ہے۔ بہت سے جسمانی امراض محض اس احتیاط سے دُور ہو سکتے ہیں کہ اعتدال و نظم کے ساتھ فاقہ کشی اختیار کرے


پس کافروں کا کہا نہ مان اور اس (قرآن) کے ساتھ بڑے زور سے اُن کا مقابلہ کر

سورۃ (۲۵:۵۲)

غور کا مقام ہے کہ جب محض فاقہ کشی انسان کو اس معراج پر پہنچا سکتی ہے۔ اور اس میں اس قدر فوائد و برکات مضمر ہیں۔ تو سبحان اللہ پھر اسلامی صوم کا ذکر ہی کیا۔ جس کے ساتھ اخروی سعادت و فضیلت بھی ملحق ہو۔

روزہ اخلاق کو مہذب بنا دیتا ہے

روزہ انسان کے نفس کی اس درجہ گوشمالی و سرکوبی کرتا ہے کہ اس سے اخلاق مہذب و مؤدب اور سفلی و حیوانی جذبات ناپید ہو جاتے ہیں۔ قوت بہیمیہ و شہوانیہ کی تخریب کے ساتھ ملکوتی و قدسی صفات کی تعمیر کرتا ہے۔ اخلاق و عادات میں اتنی وسعت پیدا ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی دریدہ دہن طعن و تشنیع اور سب و شتم کا مورد بنائے تو صائم اسی پر اکتفا کرتا ہے۔ کہ بھائی میں روزہ سے ہوں۔ اس سنجیدہ و شائستہ جواب سے فحش نفس کا باب ہی مسدود نہیں ہوتا۔ بلکہ صائم کی زبان بدگوئی و فحش کلامی میں بھی ملوث نہیں ہوتی۔ کیا کوئی ایسا نظام ہے جو فطرت میں اس قدر عظیم الشان انقلاب پیدا کر دے اور اخلاق کو اس درجہ مہذب بنا دے کہ فحش کلامی کا جواب بھی شیریں کلامی سے دیا جائے۔

غرضیکہ دُنیا کی پُرفتن فضائیں و سحرکاریاں صائم کے دل کو ہرگز نہیں لبھاتیں۔ بلکہ بجائے صنعت کے صانع پر اس کی نظر رہتی ہے۔ جو اصلی مقصد حیات ہے۔ گویا روزہ دار ایک ساکت و صامت مجسمہ ہے۔ یہی وہ مقام ہے۔ جہاں کی برکات سے لطف اندوز ہونے والے نفوس قدسیہ جلوہ گر ہیں۔ اور یہی ایسا زود اثر حربہ ہے جو فطرت میں عظیم الشان تبدیلیاں پیدا کر دیتا ہے

روزہ کی ہر منزل صبر و سکون کی داعی ہے

الصوم نصف الصبر۔ روزہ نصف صبر ہے۔

فطرت انسانی میں صبر ایسا اعلےٰ جوہر ہے جو کشادگیوں کے باب وا کرتا ہے اور اس پر استقامت و مداومت . . . . . کے بعد فوز و فلاح یقینی وحتمی ہے۔ صبر کی ناقابل تسخیر و مستحکم تعمیر کے روبرو مصائب کو بھی سرعجز رگڑنا پڑتا ہے اور وہ ہی۔ مشکلات راحت و سکون سے مبدل ہو جاتی ہیں۔ صوم کی ہر منزل صبر و سکون اور راحت کی داعی ہے۔ اس لئے اسے شہر الصبر سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔

اگر انسان جذبات کی آندھیاں روکنے اور خواہشات کی چنگاریاں دبانے اور آتش غیظ و غضب کے ٹھنڈا کرنے کے لئے دامن صبر سے اعتصام کرے۔ تو اس کی زندگی یقیناً کامیاب ہے۔ وہ فوز و فلاح سے ہمکنار اور تمام بشارات کا مصداق ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۰ اِنَّ اللّٰہَ

اے ایمان والو اسلام میں سارے کے سارے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (۲:۲۰۸)

باقی صفحہ ۱۹ پر

بعث بعد الموت :- صفحہ ۱۲ سے آگے۔

فانی اور مکدر زندگانی حیات اخروی کے مقابلہ میں محض ہیچ اور بے حقیقت ہے

ءَاِذَا کُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ خَلۡقًا جَدِیۡدًا (پ ۱۵ ع ۱۱)

ترجمہ - کیا جب ہم ہوگئے ہڈیاں اور چورا چورا کیا ہم اٹھائیں گے نئے بنا کر - کیا نہیں دیکھ چکے کہ جس اللہ نے بنائے آسمان اور زمین - وہ بنا سکتا ہے ایسوں کو جس نے اتنے بڑے اجسام پیدا کئے اسے تم جیسی چھوٹی چیز کا پیدا کر دینا کیا مشکل ہے - بے شک وہ تم کو اور تمہارے جیسے سب آدمیوں کو بے تکلف پیدا کر سکتا ہے

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِیَ خَلۡقَہٗ ؕ قَالَ مَنۡ یُّحۡیِ الۡعِظَامَ وَ ہِیَ رَمِیۡمٌ ۝ قُلۡ یُحۡیِیۡہَا الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَہَاۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ؕ وَ ہُوَ بِکُلِّ خَلۡقٍ عَلِیۡمٌ ۝ پ ۲۳ ع ۴

ترجمہ اور ہمارے لئے ایک مثال بیان کرتا ہے - اور بھول گیا اپنی پیدائش کہنے لگا - کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب کھوکھلی ہو گئیں - تو کہہ ان کو زندہ کرے گا جس نے بنایا ان کو پہلی بار اور وہ سب بنانا جانتا ہے - انسان اپنی اصل کو یاد نہیں رکھتا - کہ وہ ایک ناچیز قطرہ تھا - خدا نے کیا سے کیا بنا دیا - اس پانی کی بوند کو وہ زور اور قوت گویائی عطا کی کہ بات بات پر جھگڑنے اور باتیں بنانے لگا - حتیٰ کہ آج اپنی حد سے بڑھ کر خالق کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر کھڑا ہو گیا - دیکھئے ہو خدا پر کیسے فقرے چسپاں کرتے ہو - گویا اس قادر مطلق کو عاجز مخلوق کی طرح فرض کر لیا ہے - جو کہتا ہے کہ آخر جب بدن گل سڑ کر صرف ہڈیاں رہ گئیں وہ بھی بوسیدہ پرانی اور کھوکھلی تو انہیں کون دوبارہ زندہ کرے گا - ایسا سوال کرتے وقت اسے اپنی پیدائش یاد نہیں رہی - ورنہ اس قطرۂ ناچیز کو ایسے الفاظ کہنے کی جرأت نہ ہوتی - اپنی اصل پر نظر کرکے کچھ شرماتا اور کچھ عقل سے کام لے کر اپنے سوال کا جواب بھی حاصل کر لیتا - یعنی جس نے پہلی مرتبہ ان ہڈیوں میں جان ڈالی - اسے دوسری بار جان ڈالنا کیا مشکل ہے - بلکہ پہلے سے زیادہ آسان ہونا چاہیئے (وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ) اور اس قادر مطلق کے لئے تو سب ہی چیز آسان ہے - پہلی مرتبہ ہو یا دوسری مرتبہ وہ ہر طرح بنانا جانتا ہے - اور بدن کے اجزاء اور ہڈیوں کے ریزے جہاں کہیں منتشر ہو گئے ہوں - ان کا ایک ایک ذرہ اس کے علم میں ہے - اور ان کو جمع کرنے اور جوڑنے کی اس کو طاقت ہے - کیونکہ وہ قدیر و علیم ہے - جب اس کی حکمت مقتضی ہوگی - کہ سب کو بیک وقت انصاف کے لئے اکٹھا کیا جائے تو کچھ دشواری نہ ہوگی - قبر کی مٹی جانوروں کے پیٹ سمندر کی تہ ہوائی فضا میں یا جہاں کہیں کسی چیز کا کوئی جزو ہوگا - وہ اپنے علم محیط اور قدرت کاملہ سے جمع کر دے گا -

وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ۝ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا (پ ۱۶ ع ۸) -

ترجمہ

اور کہتا ہے آدمی جب میں مر جاؤں تو پھر نکلوں گا زندہ ہو کر کیا یاد نہیں رکھتا آدمی کہ ہم نے اس کو بنایا پہلے سے اور وہ کچھ چیز نہ تھا - سو قسم ہے تیرے رب کی ہم گھیر بلائیں گے ان کو اور شیطانوں کو - پھر سامنے لائیں گے گرد دوزخ کے گھٹنوں پر گرے ہوئے

جو لوگ مر کر زندہ ہونے کو محال یا مستبعد سمجھتے ہیں - یہاں ان کے شبہات کا جواب دیا جاتا ہے - یعنی آدمی انکار و تعجب کی راہ سے کہتا ہے کہ مر گل کر جب ہماری ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو گئیں اور مٹی میں رل کر مٹی بن گئے - کیا اس کے بعد پھر ہم قبروں سے زندہ کرکے نکالے جائیں گے اور پردۂ عدم سے نکل کر منصۂ وجود پر جلوہ گر ہوں گے - یہ آدمی ہو کر اتنی موٹی بات بھی نہیں سمجھتا کہ چند روز پہلے وہ کوئی چیز نہ تھا - حق تعالیٰ نے نابود سے بود کیا - کیا وہ ذات جو لاشئے کو شئے اور معدوم محض کو موجود کر دے - اس پر قادر نہیں کہ ایک چیز کو فنا کرکے دوبارہ پیدا کر سکے - آدمی کو اپنی پہلی ہستی کی کیفیت یاد نہیں رہی جو دوسری ہستی کا مذاق اڑاتا ہے -

نظائر احیائے موتیٰ

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ الخ پ ۲ - رکوع ۱۶ ع ۱

ترجمہ

کیا نہ دیکھا تونے ان لوگوں کو جو کہ اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے پھر ان کو زندہ کر دیا - بے شک اللہ فضل کرنے والا ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے - یہ کسی پہلی امت کا قصہ ہے - کہ کئی ہزار شخص گھر بار کو ساتھ لے کر وطن سے بھاگے ان کو غنیم کا ڈر ہوا تھا اور لڑنے سے جی چھپایا یا وبا کا ڈر ہوا تھا اور تقدیر پر توکل اور یقین نہ کیا - پھر ایک منزل پر پہنچ کر بحکم الٰہی سب مر گئے - پھر سات دن کے بعد پیغمبر کی دعا سے زندہ ہوئے کہ آگے کو توبہ کریں - اس قصہ کو یہاں اس واسطے ذکر فرمایا کہ کافروں سے لڑنے یا فی سبیل اللہ مال خرچ کرنے میں جان اور مال کی محبت کے باعث دریغ نہ کریں اور جان لیں کہ اللہ موت بھیجے تو چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں اور زندگی چاہے تو مردہ کو دم کے دم میں زندہ کر دے

اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے یہی وہ بڑی کامیابی ہے
(۹:۷۲)

اے نبی کافروں اور منافقوں سے لڑائی کر اور ان پر سختی کر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے (۹:۷۳)

زندہ کو موت سے بچا لینا تو کوئی چیز ہی نہیں۔ پھر اُس کی تعمیل حکم میں موت سے ڈر کر جہاد سے بچنا حماقت بھی پوری ہے۔

قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ج پ ۳ ع ۳

ترجمہ

بولا کیونکر اللہ اس کو مر گئے پیچھے زندہ کرے گا۔

حضرت عزیرؑ پیغمبر تھے۔ ان کو تمام توراۃ یاد تھی۔ بخت نصر کافر بادشاہ تھا۔ اُس نے بیت المقدس کو ویران کیا اور بنی اسرائیل کی قوم میں سے بہت سے لوگوں کو قید کرکے لے گیا۔ ان میں سے حضرت عزیرؑ بھی تھے۔ جب قید سے چھوٹ آئے۔ تب حضرت عزیرؑ نے راہ میں ایک ویران شہر دیکھا۔ اُس کی گری ہوئی عمارت دیکھ کر انہوں نے اپنے جی میں کہا۔ کہ یہاں کے رہنے والے سب مر گئے۔ کیونکہ حق اللہ تعالےٰ ان کو زندہ کرے اور یہ شہر پھر آباد ہو۔ اُسی جگہ اُن کی روح قبض ہوئی اور ان کی سواری کا گدھا بھی مر گیا۔ ایک سو برس تک اسی حالت میں رہے۔ اور کسی نے وہاں آ کر ان کو نہ دیکھا۔ نہ اُن کی خبر ہوئی۔ اس مُدت میں بخت نصر بھی مر گیا۔ اور کسی بادشاہ نے اس مدت میں بیت المقدس کو آباد کیا۔ اور اس شہر کو بھی خوب آباد کیا پھر ایک سو سال کے بعد حضرت عزیرؑ زندہ کئے گئے۔ ان کا کھانا پینا اسی طرح پاس دھرا ہُوا تھا۔ گدھا جو مر چکا تھا اور اُس کی بوسیدہ ہڈیاں اپنی حالت پر دھری تھیں۔ وُہ ان کے روبرو زندہ کیا گیا اور اس سو سال میں بنی اسرائیل قید سے خلاص ہو کر شہر میں آباد بھی ہو چکے تھے۔ حضرت عزیرؑ نے زندہ ہو کر آباد ہی دیکھا۔ جب حضرت عزیرؑ نے وفات پائی تھی تو اس وقت کچھ دن چڑھا تھا اور جب زندہ ہوئے تو ابھی شام نہ ہوئی تھی۔ تو یہ سمجھے کہ اگر میں یہاں کل آیا تھا۔ تو ایک دن ہوا اور اگر آج ہی آیا تھا تو دن سے بھی کم رہا۔ حضرت عزیرؑ کے سامنے گدھے کی وُہ سب ہڈیاں بدن کی ترکیب کے موافق جمع کی گئیں۔ پھر ان پر گوشت پھیلایا گیا اور چمڑا درست ہُوا۔ پھر خدا کی قدرت سے یکبارگی اس میں جان آئی اور اُٹھ کھڑا ہُوا۔ اور اپنی بولی بولا۔ حضرت عزیرؑ نے اس تمام کیفیت کو ملاحظہ کرنے کے بعد فرمایا کہ مجھ کو خوب یقین ہُوا۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی جو جانتا تھا کہ مردہ کو جلانا خُدا تعالےٰ کو آسان ہے۔ سو اب اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔ یہ مطلب نہیں کہ پہلے یقین میں کچھ کمی تھی۔ ہاں مشاہدہ نہ ہُوا تھا۔ پھر حضرت عزیرؑ یہاں سے اُٹھ کر بیت المقدس پہنچے۔ کسی نے ان کو نہ پہنچانا۔ کیونکہ یہ تو جوان رہے اور ان کے آگے کے بچے بوڑھے ہو گئے۔ جب اُنہوں نے توراۃ حفظ سُنائی۔ تب لوگوں کو اُن کا یقین آیا۔ بخت نصر بنی اسرائیل کی تمام کتابیں جلا گیا تھا۔ جن میں تورات بھی تھی۔ خلاصہ یہ ہُوا کہ یقین پُورا تھا۔ حضرت عین الیقین کے خواستگار تھے۔ جو مشاہدہ پر موقوف تھے۔

اللہ تعالیٰ بدی بےحیائی۔ ظلم اور زیادتی سے منع کرتا ہے ـــــ (۱۶ : ۹۰) ـــــ

بچوں کا صفحہ

سحری کھانے میں برکت اور ثواب ہے

از جناب حاجی جمال الدین صاحب سرگودھوی کاریگر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ خود اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔ کس قدر اللہ پاک کا انعام و احسان ہے کہ روزہ کی برکت سے اس سے پہلے کھانے کو جس کو سحری کہتے ہیں اُمت کے لیئے ثواب کی چیز بنا دیا اور اس میں بھی مسلمانوں کو اجر دیا جاتا ہے بہت سے لوگ کاہلی کی وجہ سے اس فضیلت سے محروم رہ جاتے ہیں اور بعض وہ اس کے ثواب سے محروم رہتے ہیں اس لیئے کہ لغت میں سحر اس کھانے کو کہتے ہیں جو صبح کے قریب کھایا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہمارے اور یہود و نصاریٰ کے روزے میں سحری کھانے کا فرق ہوتا ہے کہ وہ سحری نہیں کھاتے ایک جگہ ارشاد ہے کہ سحری کھایا کرو کہ اس میں برکت ہے۔

عبداللہ بن حارث ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوا کہ آپؐ سحری نوش فرما رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ ایک برکت کی چیز ہے جو اللہ تعالےٰ نے تم کو عطا کی ہے اس کو مت چھوڑنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد روایات میں سحری کھانے کی ترغیب فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ ارشاد ہے کہ اور کچھ نہ ہو تو ایک چھوہارہ ہی کھا لے یا ایک گھونٹ پانی ہی پی لے اس سے روزہ داروں کو خدا کی اس برکت اور رحمت سے ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق خاص طور پر اہتمام چاہیئے اس لیئے کہ اپنی راحت اور اپنا نفع اور مفت کا ثواب۔ مگر اتنا ضروری ہے۔ کہ کمی زیادتی ہر چیز میں بُری ہوتی ہے۔ اس لیئے نہ اتنا کم کھائے کہ عبادت میں کمی کمزوری محسوس ہونے لگے۔ اور نہ اتنا زیادہ کھاوے۔ کہ دن بھر کھٹے ڈکاریں آتی رہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ بخاری کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ سحری کی برکات مختلف وجہوں سے ہیں۔ ایک تو یہ کہ سُنّت کا اتباع ہے۔ کہ ہمارے حضور ؐ نے نوش فرمائی۔ اس لیئے ہم کو بھی کھانا چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ اہل کتاب کی مخالفت اس میں ہے۔ وہ سحری نہیں کھاتے۔ اور ہم لوگ حتی الوسع اُن کی مخالفت کے مامور ہیں۔ جب وہ نہیں کھاتے تو ہم کو کھانا

جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے تو اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے۔ (۶۳:۹)

چاہیئے۔ تیسرے یہ کہ عبادت پر قوّت حاصل ہوتی ہے۔ اور عبادت میں لطف اور دلبستگی پیدا ہوتی ہے۔ چوتھے یہ کہ اگر سحری نہ کھائی جائے۔ تو شدّت بھوک سے اکثر بدخلقی پیدا ہو جاتی ہے اس لیئے اس کے دفعیہ کے لیئے بھی سحری کھا لینی چاہیئے۔ پانچویں یہ کہ سحری کے وقت کوئی ضرورت مند سائل آ جائے۔ تو اس کی امداد ہو جاتی ہے۔ چھٹے یہ کہ کوئی پڑوس میں غریب۔ فقیر۔ بیوہ۔ یا یتیم ہو اس کی مدد ہو سکتی ہے۔ جہاں اپنے لیئے شما قسم کے کھانے پکاتے ہیں۔ ان میں سے ان کو بھی تھوڑا سا بھیج دیا جائے۔ ساتویں یہ کہ یہ وقت خصوصیت سے قبول دعا کا ہے اس لیئے سحری کی بدولت دعا کی توفیق ہو جاتی ہے۔ آٹھویں یہ کہ اس وقت میں اللہ کے ذکر اور نماز تہجد وغیرہ کی بھی توفیق ہو جاتی ہے خدا مجھے آپ سب کو نصیب فرمائے۔ آمین۔

نماز وقت پر ادا کرو

از جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب نقاش

حضرت سیدنا و مرشدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں :-

۱۔ نماز پنجگانہ را در وقت اول ادا نمائید اِلاّ عشائے زمستان کہ ثلث شب تاخیر دراں مستحب است، دریں امر فقیر بے اختیار است نمے خواہد کہ سرمو تاخیر را در ادائے صلوٰۃ گنجائش باشد۔ و عجز بشریت مستثنیٰ است

(از مکتوب ۳۰ دفتر اوّل)

۲۔ پنجوقت نماز با جماعت گزارند۔

۳۔ اگر قیام لیل و نماز تہجد نیز میسر شود۔ زہے سعادت

(از مکتوب ۲۳ جلد اوّل)

ترجمہ۔ پنجگانہ نماز اول وقت پر ادا کرتے رہیں۔ سوائے عشا کی نماز کے جس کی ادائیگی میں جاڑوں میں تہائی رات تک تاخیر کرنی مستحب ہے۔ اور اس بات میں فقیر بے اختیار ہے۔ فقیر نہیں چاہتا کہ سرمو (بال بھر) دیر نماز کی ادائیگی میں کی جائے۔ ہاں اگر کسی وقت انسانی لاچاری اور کمزوری تاخیر کا باعث بن جائے تو اور بات ہے۔

۲۔ نماز پنجگانہ با جماعت ادا کرتے رہیں۔

۳۔ پنجگانہ نماز کے علاوہ اگر رات کا اُٹھنا اور تہجد نماز کا ادا کرنا میسر ہو تو بڑی سعادت مندی ہے۔

بقیہ الصیام صفحہ ۱۶ سے آگے

بقیہ الصیام صفحہ ۱۶ سے آگے

يُحِبُّ الصَّابِرِيْنَ ط اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ط —— اللہ تعالےٰ صابرین کو دوست رکھتا ہے۔ پروردگار عالم صابرین کو بغیر اندازہ اجر عطا فرماتا ہے۔

آخری گزارش۔ اہل ایمان پر فرض ہے کہ اس ماہ کے برکات و فوائد و فضائل ... الامال ہوں اور حرمت و عزت کا لحاظ رکھیں۔ نرمی و خوش خلقی سے دوسرے بھائیوں کو سمجھائیں۔ سختی و تشدد حکومت کا کام ہے۔ حکومت کو مجبور کریں کہ وہ عوام کو مجبور کرے کہ وہ ماہ رمضان کی حرمت کا لحاظ رکھیں۔

منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے ہمجنس ہیں بُرے کاموں کا حکم کرتے ہیں نیک کاموں سے منع کرتے ہیں (۶۷:۹)

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا ۔